

## Respected Urdu Lover,

### Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: [www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

### :: Our Special Thanks to ::

[www.OneUrdu.com](http://www.OneUrdu.com)

[www.PakStudy.com](http://www.PakStudy.com)

[www.UrduArticles.com](http://www.UrduArticles.com)

[www.UrduCL.com](http://www.UrduCL.com)

[www.NayabSoftware.com](http://www.NayabSoftware.com)

## اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

[www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

.productionproactivesthe:by

# لڑکیوں کا جزیریہ

از

ابن صفی

پراس کو سمندر کے پھوڑے کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔

بارہ پندرہ سال بعد اس کی ہیبت ہی بدل گئی۔ پہلے وہ ریت کا ایک بہت بڑا تودہ معلوم ہوتا تھا اب اس پر ہریالی نظر آنے لگی تھی۔۔۔ خاصی زرخیز زمین معلوم ہوتی تھی لیکن وہ ویران ہی رہا۔۔۔ اکثر ماہی گیر وہاں شب ب سری کر لیا کرتے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ وہ ایک تفریح گاہ میں تبدیل ہوتا گیا لوگ وہاں پکنک کے لیے جانے لگے۔

پھر ایک بار دوسری جنگ عظیم کے دوران میں وہاں ریڈ کراس چیرٹی فنڈز کے سلسلے میں کچھ تقریبات منعقد کی گئیں۔۔۔ اسی دن سے سمندر کا پھوڑا ایک بہترین تفریح گاہ قرار دے دیا گیا۔ شہر کی سلاانہ قومی نمائش کے لیے اسے منتخب کر لیا گیا لہذا آج بھی وہ جزیرہ روشنیوں کا جنگل معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ شہر سے یہاں تک بیشمار لالچیں اور بادبانی کشتیاں چل رہی تھیں۔ پہلے پہل تو نمائش کے منتظمین کے درمیان کچھ اختلاف رائے ہو گیا تھا۔۔۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہاں اس ویرانے میں تجارتی نقطہ نگاہ سے نقصان ہی ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا کیونکہ پہلے ہی دن وہاں اتنا اثر دھام ہو گیا کہ منتظمین کے ہاتھ پیر پھول گئے

صد ہا سال کے ویران جزیرے پر رنگ و نور کا طوفان سا آ گیا تھا شاید ہی کوئی ایسا

ناول کا آغاز

سمندر کا پھوڑا۔۔۔ آج بقعہ نور بنا ہوا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ سمندر کا پھوڑا نہیں کہلاتا تھا۔ اس کے مختلف نام تھے۔ نوجوانوں میں وہ لڑکیوں کے جزیرے کے نام سے مشہور تھا ویسے سرکاری کاغذات پر وہ سمندر کا پھوڑا ہی لکھا جاتا تھا۔ انگریزوں نے اسے یہی نام دیا تھا وہ بندرگاہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع تھا۔۔۔ پہلے اس کا نام سمندر کا پھوڑا بھی نہیں تھا۔ اس وقت شاید اس کا کوئی نام ہی نہیں تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ویران جزیرے کے نام سے اسے یاد کیا جاتا ہو۔۔۔ میں انگریزوں نے اس پر بحری فوج کی ایک چھوٹی سی چوکی قائم کی اور وہ جزیرہ آہستہ آہستہ آباد ہو گیا۔ پھر ٹھیک دس سال بعد میں ایک رات وہ یک بیک تہ نشین ہو گیا۔ بہت تھوڑی آدمی اپنی جانیں بچا سکے۔۔۔ لیکن اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔ سینکڑوں لاشیں بڑی بڑی لہروں کے ساتھ شہری ساحل سے آگئیں تھیں ان لاشوں میں کچھ بیہوش آدمی بھی تھے۔ جن کی جانیں بروقت طبی امداد کی بناء پر بچ گئیں اس جزیرے پر اٹھارویں صدی کی سب سے بڑی ٹریجڈی تھی اس کا ماتم عرصے تک ہوتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ بھول ہی گئے کہ وہاں کبھی کوئی جزیرہ بھی تھا۔۔۔

میں جزیرہ پھر سمندر کی سطح پر ابھر آیا تھا۔۔۔ لیکن چونکہ اس سے بڑی تلخ یادیں وابستہ تھیں۔ اس لیے اس کی طرف دھیان نہ دیا گیا۔ اور وہ اسی طرح ویران پڑا رہا اور سرکاری طور

لیکن اس کے جسم پر بھی ویسا ہی لباس تھا جو مغویہ لڑکی کے جسم پر بیان کیا جاتا تھا۔

اس کے باپ نے لاش شناخت کر لی لیکن ماں نے تسلیم نہیں کیا کہ یہ اس کی لڑکی ہی ہے۔ اس نے محکمہ سرواغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کو اپنی لڑکی رابعہ کی ایک خاص پہچان بتائی تھی۔ جو اس کے باپ کو بھی معلوم نہیں تھی۔۔۔ پھر کیپٹن فیاض بھی مطمئن ہو گیا کہ یہ مغویہ لڑکی کی لاش نہیں ہے۔ اب کیپٹن فیاض نے اس کے باپ کو پکڑا جو اسے مغویہ ہی کی لاش سمجھنے پر مصر تھا۔ بڑی تلو دو کے بعد باپ رو پڑا اور اس نے بتایا کہ اسے بھی یقین نہیں ہے کہ یہ اس کی لڑکی کی لاش ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ بات وہیں ختم ہو جائے بدنامی کے اس دھبے کو وہ مٹا ڈالے

پھر وہ لاش کس کی تھی اور اسے مغویہ لڑکی ثابت کرنے کی کوشش کیوں کی گئی تھی یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا کیپٹن فیاض مغویہ کے باپ سے کچھ پوچھ گچھ نہ کر سکا

عمران اس کیس میں دلچسپی لے رہا تھا اور حقیقتاً یہ الجھاوا ہی اس کی دلچسپی کا باعث ہو سکتا تھا۔ اگر کوئی سیدھا سادہ قتل کا کیس ہوتا تو وہ شاید اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتا کیونکہ اس کی اس تفتیش کا اس کے فرائض سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔۔

وہ یہاں اس لیے آیا تھا کہ کم سے کم مغویہ کے باپ پر ہی ایک نظر ڈال لے۔۔۔ یہاں

درخت باقی رہا ہو جس پر رنگین برقی قمقمے نظر نہ آتے ہوں۔ مائیکروفون فضاء میں موسیقی نشر کر رہا تھا اور زمین پر حسن کی مورتیں متحرک نظر آ رہی تھیں اور یہ اس وقت سچ مچ لڑکیوں کا جزیرہ معلوم ہو رہا تھا۔ تماشا یوں کا انہماک اتنا بڑھا ہوا تھا جیسے انہیں یہ رات یہیں گزارنی ہو کوئی بھی جلدی میں نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

آج نمائش کا پہلا دن تھا۔۔۔ مگر عمران وہاں تفریح کی غرض سے نہیں گیا تھا۔ ان دنوں اس کے پاس ایک کیس تھا حالانکہ کیس کی نویت ایسی نہیں تھی جس کا تعلق ایکسٹو اور اس کے محکمے سے ہوتا مگر عمران اس میں دلچسپی لے رہا تھا یہ ایک گمنام لڑکی کے قتل کا کیس تھا جس کی لاش شہر کی ایک سڑک پر پائی گئی تھی۔۔۔ لڑکی گمنام ہی ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس کی لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی مگر کیس پر اسرار تھا۔

پراسرار یوں کہ جس شام کو شہر کے ایک بڑے آدمی کے مینیجر کی لڑکی کے اغواء کی رپورٹ درج کرائی گئی اس رات کو لاش بھی ملی مغویہ لڑکی کے حلیہ شناخت میں ایک زخم بھی شامل تھا جس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

لاش کے داہنے پیر پر بھی ویسی ہی پٹی پائی گئی تھی۔۔۔ سینے میں خنجر کا زخم تھا۔۔۔ چہرے کی شناخت مشکل تھی کیونکہ وہ کسی ٹرک یا کار کے پہیوں کے نیچے کر بری طرح کچلا گیا تھا لیکن

شاید یہی تھے دوسری بولی۔

نہیں سو فیصد یہی تھے

ہائیں؟ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ میں تھا نہیں بلکہ ہوں۔

تم نے پچھلے سال مجھے گالی دی تھی۔ پہلی لڑکی بولی۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ میرے بڑے بھائی صاحب ہوں گے میرے ہی جیسی صورت شکل والے ہیں۔۔۔ خیر اب آپ کیا چاہتی ہیں۔ بات تو سال بھر پہلے کی ہے۔

کہیں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی۔ جواب ملا۔ کیفے روٹیک میں۔۔۔ کیوں؟

اس نے دوسری لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ سر ہلا کر بولی۔ ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہے تو چلئے۔ عمران لا پرواہی سے بولا۔

نہیں انہوں نے گالی نہیں دی ہوگی دوسری نے پہلی سے کہا۔

یہ تو بڑے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

اس سے گفتگو کرنے کا موقع بھی مل سکتا تھا کیونکہ وہ بھی نمائش کے منتظمین میں سے تھا۔ مگر یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ وہ نہ مل سکا عمران کو اتنا معلوم ہوا کہ وہ کچھ دیر قبل یہاں موجود تھا لیکن کسی ضرورت کے تحت واپس چلا گیا۔

عمران منتظمین کے آفس سے نکل کر ایک جگہ گاتی ہوئی روش پر آ گیا یہاں پر جگہ جگہ پودوں کی قطاروں کے درمیان روشیں بنائی گئی تھیں عمران اس طرح پلکیں جھپکا کر اپنے ہاتھ نچائے جیسے وہ سچ مچ کوئی الو ہو اور اسے روشنی کے اس طوفان میں کوئی زبردستی چھوڑ گیا ہو۔ اسے اس وقت قس قسم کی ایکٹنغ کی ضرورت نہیں تھی مگر عمران عاداتاً سچ مچ احمق ہوتا جا رہا تھا۔

عورتوں اور مردوں کے غول کے غول اس کے قریب سے گزر رہے تھے۔ اور عمران کے چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اسے دوسری طرف جانے کے لیے تقریباً تین منٹ تک کھڑے رہنا پڑا۔ کیونکہ ابھی تک اس روش پر سے گزرنے والوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں دکھائی دیا تھا جس سے گزر کر وہ دوسری روش تک پہنچ سکتا۔ اچانک دو لڑکیاں اس کی طرف مڑیں اور دفتر والی روش پر آ گئیں۔۔۔ عمران سمجھا تھا کہ وہ اس کے قریب سے گزر کر شاید آفس میں جائیں گی لیکن وہ دونوں اس کے سامنے رک گئیں۔

کیوں یہی حضرت تھے؟ ایک نے دوسری سے کہا۔

لڑکیاں عمران کی طرف دیکھنے لگیں اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولات تیں۔۔۔ تین گلاس پھنڈاٹانی۔

جی صاحب؟

ٹھنڈا پانی۔۔۔

او۔۔۔ نو۔۔۔ نو۔ ایک لڑکی ہنستی ہوۓ دہری ہو گئی۔ گرلڈچکن تین پلیٹ۔۔۔ تین کپ کافی۔۔۔ جاؤ۔

اب عمران کے چہرے کی حماقت انگیز سنجیدگی میں بوکھلاہٹ بھی شامل ہو گئی تھی

کیوں ڈیر۔۔۔ تم پریشان کیوں ہو؟ ایک لڑکی نے عمران کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑی محبت سے کہا۔ اور عمران اس طرح اپنا ہاتھ کھینچ کر شرمایا جیسے کسی کنواری لڑکی سے اس کے ہونے والے شوہر کا نام پوچھ لیا گیا ہو۔

تم مجھے بڑے اچھے لگتے ہو دوسری نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

میں گھر۔۔۔ جاؤں گا عمران پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ اور اس کی کرسی الٹ گئی۔

جی ہاں مجھے تو گالی آتی ہی نہیں۔۔۔ صرف ایک جانتا ہوں وہ کیا ہے حراز مادہ۔۔۔ ہمارا زادہ۔۔۔ ار۔۔۔ یہ بھی بھول گیا۔ کیا کہتے ہیں اسے۔۔۔ لا حول ولا۔۔۔ نہیں یاد آئے گا۔۔۔ حراز مادہ۔۔۔ عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی۔۔۔ الجھن کے آثار تھے بالکل ایسے ہی جیسے یادداشت پر زور دیتے وقت پیدا ہو جاتے ہیں۔۔۔ لڑکیوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بے ساختہ مسکرا پڑیں۔ آنکھوں میں کچھ اشارے ہوئے اور پہلی بولی۔

تو چلے نا وہیں گفتگو ہوگی۔

عمران چل پڑا۔ اس کی چال بھی بڑی بے ڈھنگی نظر آرہی تھی۔۔۔ لیکن اب لڑکیاں بھی

ہستہ ہو گئیں تھیں۔۔۔ وہ کیفے رونیک میں آئے۔۔۔ نمائش میں شاید یہی سب سے اچھا کیفے تھا۔۔۔ ورنہ وہ لڑکیاں اسی کا نام کیوں لیتیں۔

یہاں تین یا چار میز خالی تھیں۔۔۔ لڑکیوں نے ایک منتخب کر لی۔۔۔ جیسے ہی وہ بیٹھے ایک ویٹرسر پر مسلط ہو گیا۔

کیا لاؤں؟ ویٹرسر نے جھک کر نہایت ادب سے پوچھا۔

اکٹھی ہوگئی تھی۔ لوگ بیہوشی کی وجہ پوچھنے لگے اور عمران کسی گھبرائے ہوئے بچے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ باہر۔

لڑکیوں نے اس کے دونوں بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ چلیے چلیے۔ عمران لڑکھڑاتا ہوا باہر آیا۔۔۔ اس کے پیچھے شور ہو رہا تھا۔ لوگ ہنس رہے تھے۔ قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔ کبھی کبھی کوئی فقرہ بھی کس دیتا۔۔۔ بہر حال لوگوں کا خیال تھا کہ وہ پٹے ہوئے ہیں۔

آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ ایک لڑکی نے پوچھا۔

پتہ نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ مجھے گھر پہنچا دیجئے۔ عمران گھگھکیا۔

کیوں اب گھر بھی پنچا دیں واہ یہ ایک ہی رہی۔

خدا کے لیے۔۔۔ ورنہ میں لانچ سے سمندر میں گر کر رہے۔۔۔ ارے باپ رے

ایسا محسوس ہوا جیسے عمران سچ مچ سمندر میں گر کر ڈوب رہا ہو۔ وہ دونوں بے تحاشہ ہنسنے لگیں ان میں ایک جس نے پرس اڑایا تھا کھسک جانے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی۔

یہ دورہ جب بھی پڑتا ہے ایک ایک گھنٹے کے بعد پڑتا ہی چلا جاتا ہے۔۔۔ خدا کے لیے

وہ بھی کرسی ہی پر تھا۔ پھر وہ کیوں نہ الٹا بہترے لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے کچھ ہنسنے لگے، لڑکیاں سناٹے میں آ گئیں جب عمران پڑا ہی رہا تو وہ بھی اٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ عمران آنکھیں بند کیئے گہری گہری سانس لے رہا تھا۔

انور بھائی۔۔۔ انور بھائی ایک لڑکی نے عمران کو جھوڑ کر ہانک لاگئی مگر عمران میں تب بھی کوئی حرکت نہ ہوئی۔

کیا ہوا۔۔؟ کسی نے پوچھا۔

بیہوش ہو گئے ہیں۔ دوسری لڑکی نے گھبرائے ہوئے کچے میں کہا۔

پہلی لڑکی عمران کے کوٹ کے بٹن کھولنے لگی اور عمران نے محسوس کیا کہ اس کا پرس اندرونی جیب سے اوپر کی طرف کھسک رہا ہے لیکن وہ دم مارے پڑا ہی رہا۔ پرس اسی لڑکی نے اس کی جیب سے کھسکایا تھا جس نے روش پر اسے چھیڑا تھا۔ عمران نے اسے بھی محسوس کر لیا کیونکہ وہی اس کے کپڑوں کو چھیڑ رہی تھی مگر اب بھی اسی طرح پڑے رہنا دانشمندی سے بے عید تھا۔

عمران کو ہاش آ گیا۔ وہ دو تین بار ہولے ہولے کراہا پھر اٹھ بیٹھا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ

لڑکیوں نے ایک دوسری کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر وہ لڑکی بولی جس نے اس کا پرس اڑایا تھا۔

یہ تمہیں گھر پہنچا دے گی۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے۔  
نہیں تم بھی چلو۔ ورنہ میں یہیں کسی پتھر سے اپنا سر ٹکرا دوں گا۔

عمران نے کچھ اس طرح غل غپاڑہ مچانے کے انداز ظاہر کیئے کہ دونوں لڑکیاں بوکھلا گئیں۔

اچھا اچھا۔۔۔ چپ رہو۔۔۔ ہم چلتے ہیں۔ تمہارے پاس کار ہے پرس ارانے والی نے پوچھا۔

ایک نہیں تین ہیں۔

تم صبح ہمیں کار سے شاداب نگر بھجوا دو گے؟

بالکل بالکل۔۔۔ دونوں کو الگ الگ کاروں سے۔۔۔ پروانہ کرو عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر وہ لڑکیاں اس کو چھیڑنے لگیں اور عمران شرماتا اور لجاتا ہوا نمائش کے احاطے سے باہر نکل آیا۔

مجھے گھر پہنچا دیجئے۔ جو معاوضہ چاہیئے لے لیجئے گا ہزار دو ہزار۔۔۔ پانچ

ہائیں ہائیں کیوں الو بناتے ہو۔

میں کوئی مفلس آدمی نہیں ہوں۔ ایک بہت بڑی عمارت میں تنہا رہتا ہوں۔ لاکھوں کا مالک ہوں۔

دوسرے گھر والے۔۔۔؟

سب اللہ کو پیارے۔۔۔ ہو گئے ایک دن میں بھی مر جاؤں گا۔

نہیں تم زندہ رہو گے ڈارلنگ۔۔۔ دوسری اس کا بازو تھپتھپا کو بولی۔

کیا۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ ڈارلنگ۔ عمران لفظ دارلنگ اس طرح بار بار لے لے کر دہراتا رہا جیسے یہ لفظ زندگی میں پہلی بار اس کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔ وہ ایک طویل سانس لے کر گلوگیر واز میں بولا۔ تم لوگ بڑی اچھی ہو مجھے آج تک کسی نے بھی ڈارلنگ نہیں کہا۔۔۔ بچپن میں میرے ماں باپ بالکل مر گئے تھے۔۔۔ بالکل کیا مر گئے تھے۔ پھر آج تک کسی نے بھی مجھ سے پیار سے باتیں نہیں کیں



ساڑھے چار آنے۔

ہاں میں جب کبھی بھیڑ بھاڑ میں جاتا ہوں تو پرس میں اتنے ہی پیسے ہوتے ہیں۔ بڑے نوٹوں کے لیے ہمیشہ اپنے کوٹوں میں چور جیبیں بنواتا ہوں۔

عمران نے اپنے پرس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا تھا بالکل سچ کہا تھا۔ اس کے پرس میں ساڑھے چار آنے ہی تھے وہ زیادہ رقمیں عموماً جیبوں میں رکھا کرتا تھا،

تو اب لانچ کا کرایہ ہم سے ادا کرواؤ گے۔ ایک لڑکی نے کہا۔

فکر نہ کرو۔ پائی پائی ادا کروں گا اس کے علاوہ اور جو بھی خدمت۔۔۔ جی ہاں

شہر کے ساحل پر پہنچ کر عمران نے ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور کو دالش منزل کا پتہ بتایا۔ دالش منشل جو سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف آفیسر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لڑکیاں کمپاؤنڈ کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی بڑبڑائیں واقعی آپ سچ کہتے تھے مگر یہاں اندھیرا ہے۔

اب میں روشنی کروں گا۔

اب وہ لوگ ساحل کی طرف جا رہے تھے۔ جو ایک فرلانگ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا یہاں بھی کافی بھیڑ تھی۔ خصوصاً اس حصے میں جہاں لانچ رکتے تھے انہیں بدقت تمام ایک لانچ میں جگہ ملی۔

ساحل سے کافی دور نکل جانے کے بعد عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پرس اڑانے والی اس سے کچھ دور کھسک گئی پھر اس نے اسے ہنستے دیکھا۔

کیا بات ہے؟ پرس اڑانے والی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ وہ اسے اس طرح ہنستے دیکھ کر کچھ خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔

جیب صاف ہو گئی۔ عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

کیا۔ دوسری لڑکی متحیرانہ لہجے میں بولی۔ اور آپ اس طرح ہنس رہے ہیں؟

ارے کیوں نہ ہنسوں گرہ کٹ بھی تو سر پیٹ پیٹ کر رویا ہوگا۔

کیوں؟ ہر س اڑانے والی نے پوچھا۔

میرے پرس میں صرف ساڑھے چار آنے تھے۔۔۔ ہا ہا۔۔۔ مرغا بنادیا سالے کو۔

ہاں مگر لوگ مجھے خبطی کہتے ہیں اور میں ہوں بھی کچھ کر یک عمران نے جواب دیا وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا۔ پھر جب وہ آرام سے بیٹھ گئیں تو عمران نے اس لڑکی سے پوچھا جس نے پرس اڑایا تھا۔

اب میرا پرس واپس کر دو۔ لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

ضروری نہیں کہ خوبصورت عورتیں دل کی بھی اچھی ہوتی ہوں جی ہاں میرا پرس واپس کیجئے۔۔۔ بہتری اسی میں ہے۔

دوسری لڑکی جھپٹ کر کھڑی ہو گئی۔ عمران کو چند لمحے گھورتی رہی پھر بولی۔

اے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سمجھے اگر ہم نے شور مچا دیا تو۔۔۔

کوشش کرو۔۔۔ تم دیکھ رہی ہو کہ کمرے کے دروازے مقفل ہیں۔ ہاں وہ مقفل ہی ہیں اور اس کمرے کی دیواریں ساؤنڈ پروف ہیں لہذا تیز سے تیز آواز یہیں گونج کر رہ جائے گی۔ شاباش کرو نا کوشش آپ کیا چاہتے ہیں؟ پرس اڑانے والی لڑکی نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

اپنا پرس۔ عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

نوکر کہاں ہیں؟

میں پڑھے لکھے نوکر چاہتا ہوں مگر سب جاہل ملتے ہیں۔ اس لیے نوکر رکھتا ہی نہیں ہوں۔۔۔ کھانا ہوٹل سے آتا ہے۔۔۔ اور مروجہ اسپتال میں۔ کیوں کیا خیال ہے؟

شادی نہیں کی؟

کم از کم ایسی بیوی چاہتا ہوں جو فرنیچ اور جرمن۔۔۔ بکوبی بول سکتی ہو لاطینی اور تہرانی لکھ سکتی ہو۔

کیوں؟

ہا۔۔۔ یہ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔ عمران نے قفل میں کنجی گھماتے ہوئے کہا۔ میں

سب کچھ بتاؤں گا۔ شاید تمہاری نظر میں کوئی ایسی لڑکی ہو۔

دروازہ کھول کر اس نے راہداری روشن کر دی۔ نیچے پوری راہداری میں قالین بچے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں عمارت کا ایک ایک کمرہ دیکھتی پھر رہی تھیں۔

آپ بہت بڑے آدمی ہیں۔ پرس اڑانے والی نے ایک جگہ رک کر کہا۔

بیٹھا جائے کیا آپ شاداب نگر کے موڈل اسکول کی ایک ستانی نہیں ہیں؟

لڑکی دھڑام سے کرسی میں گر گئی۔ اس کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں تھیں

آپ کون ہیں؟ دوسری لڑکی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

میں پاگل ہوں لیکن مجھے اپنی یادداشت پر بڑا اعتماد ہے۔ میں نے یہ بات غلط تو نہیں کی۔  
کیا یہ محترمہ ٹیچر نہیں ہیں اور کیا ماڈل اسکول شاداب نگر سے ان کا کوءء تعلق نہیں ہے؟

دوسری لڑکی نے بھی اس کا جواب نہیں دیا۔ ان دونوں کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر  
پرس والی نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

تمہارا پیشہ بڑا معزز ہے تم اپنی طالبات کو بھی اس قسم کی تعلیم دیتی ہوگی۔۔۔ کیا تم زیادہ  
محنت کر کے اپنے اخراجات ایمانداری سے نہیں پورے کر سکتیں؟

لڑکی روتی رہی۔۔۔ عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ اب تم بتاؤ تم کون ہو تم بھی کسی  
شریف ہی گھرانے کی فرد معلوم ہوتی ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟

آپ کون ہیں؟ لڑکی نے ہنسنے سی آواز میں سوال کیا۔

لڑکی نے اپنے وینٹی بیگ سے اس کا پرس نکال کر اسکی گود میں پھینک دیا۔ عمران نے  
بڑی تیزی سے اس میں سے ساڑھے چار آنے نکالے اور اسے لڑکی کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔  
انہیں رکھو۔ میں جاؤں گی۔ وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

ابھی سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں شاداب نگر پہنچا دیا جائے گا۔ اور ہاں اب مجھے یاد  
کرنے دو کہ میں نے تمہیں شاداب نگر میں کہاں دیکھا تھا۔

میں جاؤں گی۔ وہ ہریانی انداز میں چیخ کر ایک دروازے کی طرف جھپٹی اور اسے کھول  
لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کرنے لگی۔ لیکن وہ ایک ساؤنڈ پروف کمرے کے آٹومیٹک  
دروازے تھے۔۔۔ جن کے اندر سیسیہ بھرا ہوا تھا۔۔۔ اب وہ ایک مخصوص خود کار قفل کو  
استعمال کئے بغیر نہیں کھل سکتے تھے

دوسری لڑکی چپ چاپ بیٹھی رہی۔ ویسے اس کے چہرے پر بھی گھبراہٹ کے آثار تھے

بیکار ہے محترمہ واپس آجائیے۔۔۔ آپ آخر کس بات سے ڈر رہی ہیں؟ عمران نے کہا  
میں آپکو پولیس کے حوالے نہیں کروں گا۔

وہ اس طرح واپس آئی جیسے خوب میں چل رہی ہو۔

کرد چیئے۔ شیلانے مضحمل آواز میں کہا۔ میں اس زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہوں۔

پھر رونے والی کی طرف دیکھ کر بولی۔ ناہید میں اب سب کچھ کہہ دوں گی۔۔۔ وئے بھی ان حالات میں مجھے خودکشی کرنی پڑتی کبھی نہ کبھی ضمیر ضرور جاگ پڑتا ہے۔

نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں۔ ناہید یک بیک اچھل اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے۔ وہ چند لمحے شیلانے کو گھورتی رہی پھر بولی۔ میں اپنی اور بوڑھی ماں کے لیے زندہ رہنا چاہتی ہوں۔

میں اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے جینا چاہتی ہوں۔ تم اپنی زبان بند رکھو شیلانے خدا راحم کرو۔۔۔ اتنی ظالم نہ بنو۔

نہیں میں مجبور ہوں۔ شیلانے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ ضمیر بہر حال ضمیر ہے۔۔۔ وہ ماں باپ کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ ناہید بیٹھا جاؤ۔

خدا کے لیے رحم کرو۔ اگر کسی نے ہمیں یہاں آتے دیکھ لیا تو۔؟

میں کوئی بھی ہوں تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ اور میں ابھی تمہیں دھکے دے کر یہاں نکال دوں گا بری عورتوں کا حسن مجھے زرہ برابر بھی متاثر نہیں کرتا۔

شیلانے چپ رہو۔۔۔ رونے والی نے کہا۔

کیوں چپ رہیں شیلانے؟ عمران نے کسی جھلائی ہوئی عورت کی طرح کہا۔ نہیں شیلانے بولو آ کر تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟

شیلانے لڑکی جیجی۔ یہ کوئی سرکاری جاسوس ہے۔

اچھا تو پھر کیا تم اسی لیے اس کو گفتگو کرنے سے روک رہی ہو؟

اس کا کوئی جواب نہیں شیلانے بھی بدحواس نظر آنے لگی۔

تم اتنی کمینی ہو کہ تم نے اپنے ساتھ کا نام تک بتا دیا اگر نام نہ بتاتیں تو شاید تمہیں چپ چاپ یہاں سے چلا جانے دیتا۔۔۔ شیلانے۔ یہ نام تو پولیس کی لسٹ پر بھی ہے۔

عمران اس جملے کا رد عمل شیلانے کے چہرے پر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ چارہ نہ پا کر پھر بولا۔ اگر تمہارا نام شیلانے ہے تو میں ابھی پولیس کے حوالے کر سکتا ہوں۔

جی ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے۔

وہاں تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے؟

ایک سو بیس روپے۔۔۔ اس میں بسر اوقات نہیں ہوتی۔۔۔ پانچ چھوٹے بھائی ہیں۔  
۔۔ ایک اندھی ماں آج کل ٹیوشن بھی نہیں ملتے پھر بتائیے کیا کروں؟

کیا تم لوگوں کے ساتھ ان لے گھر بھی چلی جاتی ہو؟

لڑکی نے اس کا جواب جلدی نہیں دیا۔۔۔۔ وہ چند لمحے کا موش رہی پھر سر جھکا کر مردہ  
آواز میں بولی۔ جی ہاں۔

میں سمجھا۔ عمران سر ہلانے لگا۔ مگر اس میں تو اسی کوئی بات نہیں جس کے لیے تمہیں  
سرکاری سرانگرساں سے ڈرنا پڑے۔۔۔ اس شہر کی بھیتری عورتیں اس قسم کی حرکتیں کھلم کھلا  
کرتی ہیں۔

جج۔۔ جی ہاں۔۔۔ مم۔۔ مگر میں ڈرتی ہوں۔۔۔ اگر اسکول کے سیکرٹری کو اس کی  
اطلاع مل گئی ہوگی تو نوکری جاتی رہے گی۔۔۔ بس ان رحم کیجئے۔

تو کیا ہوگا؟ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ کیا تمہیں اپنی بدنامی کا ڈر ہے

مجھ سے سینے۔ شیلانے اسے مخاطب کیا۔ مگر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ ایک  
سرانگرساں ہیں؟

میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔ میں کب کہتا ہوں کہ میں سرکاری سرانگرساں

ہوں۔ مگر اب میں تم دونوں کا راز معلوم کروں گا تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو؟

تب تو پھر بتانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

شیلانے ناہید پھر چیخی۔

نہیں میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی یہ سرکاری جاسوس نہیں ہے۔

خدا کے لیے ہمیں جانے دیجیے۔ ناہید نے رو دینے والی آواز میں کہا۔ ویسے پرس  
نکالنے کے جرم میں جو چاہے سزا دے لیجئے۔۔۔ رحم کیجیے۔

تم شاداب نگر کے ایک گرلز اسکول کی ٹیچر ہونا۔ عمران نے پوچھا۔

ضرورت محسوس ہوئی دانش منزل کے پتے پر ایک خط دال دینا۔

عمران نے اٹھ کر درواہ کھولا۔۔۔ ناہید اٹھی لیکن شہلا بدستور بیٹھی رہی۔۔۔ دونوں جیسے ہی نکلے دروازہ بخود بخود بند ہو گیا۔

پھر جب وہ برآمدے سے نیچے اتر رہی تھی عمران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے۔ نہیں۔ ناہید نے رکے بغیر جواب دیا اور تیز قدموں سے پھاٹک کی رطف جانے والی روش طے کرنے لگی۔۔۔ عمران اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک وہ پھاٹک سے نکل نہ گئی۔

پھر وہ اسی کمرے میں واپس آیا شہلا ایک آرام دہ کرسی پر نیم دراز تھی۔

تین سو روپے۔ وہ خواب آلود آواز میں گنگنائی۔

تین ہزار بھی میرے لیے کم ہیں۔ عمران نے بھی راگ بنانے کی کوشش کی۔

مجھے کچھ بھی نہ چاہیے۔ شہلا سیدھی بیٹھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔ مجھے اپنی حقیقت سے آگاہ کرو۔ تم سچ بچہ بہت چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو میں تمہیں بالکل گاوڑی سمجھتی تھی۔

تم تو اس طرح سینکڑوں کمالیتی ہوگی لہذا تمہیں ایکس و بیس روپے کی ملازمت کی پرواہ ہونا بڑی غیر فطری سی بات ہے۔

ناہید پھر سوچنے لگی۔۔۔ شہلا کے چہرے پر اکتاہٹ کے آثار تھے۔۔۔ اب وہ زیادہ خوفزدہ نہیں معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ ناہید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ کل جب میں بوڑھی ہو جاؤں گی تو میرا کیا بنے گا؟۔۔۔ اسی لیے میں ملازمت برقرار رکھنا چاہتی ہوں۔

اب ت فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔۔۔ کوئی بہت بڑی حقیقت چھپا رہی ہو تم مجھے احقر سمجھ کر یہاں آئی تھی نا۔۔۔ لیکن اب بتاؤ کیا میں احقر ہوں۔

نہیں ڈارلنگ۔ تم تو شرلاک ہومز کے بھی نانا ہو۔ اسے جانے دو۔ میں یہیں ٹھہروں گی ورنہ اس کی اندھی ماں رو رو کر مر جائے گی۔

تم یہاں رہو گی؟

ہاں میں ٹھہروں گی۔ مجھے بہت سی کہانیاں یاد ہیں اگر تمہیں ان سے بھی نیند نہ آئی تو لوریاں سناؤں گی۔

اچھا تو تم جاسکتی ہو۔ رمان نے ناہید کی طرف دیکھ کر کہا۔ لیکن جب کبھی میری مدد کی

۔ ایک نہیں ایسی کئی لڑکیاں موت کا شکار ہوتی ہیں اور اب میں بھی مرنا چاہتی ہوں اس زندگی سے اکتا گئی ہوں۔ مجھے ہر وقت ایسا محسوس ہاتا ہے جیسے گردن تک غلاظت میں غرق ہو گئی ہوں۔ میں تمہیں اس غلاظت سے نکال سکتا ہوں۔ یقین کرو وہ کتنے چالاک آدمی کیوں نہ ہوں مجھ پر قابو نہ پاسکیں گے۔

ہاں۔۔۔ ہاں۔ شیلانے ایک طویل انگریزی لی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو۔

وہ عمرنا کی طرف نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک مضحکہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ عمران کچھ نہ بولا۔ اسے اب اس کا انتظار تھا کہ وہ خود ہی اصل موضوع پر آ جائے۔

کبھی میں بھی ایک اچھی لڑکی تھی۔ شیلانے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ مگر اب نہیں ہوں انہوں نے مجھے غلاظت کا ڈھیر بننے پر مجبور کر دیا۔ میں ایک گرلز اسکول میں ٹیچر تھی۔ غریب گھرانے سے تعلق تھا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ملازمت کی فکر ہوئی۔ اسی دوران میری جان پہچان ایک ایسے گھرانے سے ہوئی جو بہت بارسوخ تھا۔ اس نے مجھے ایک ماہ کے اندر اندر ہی ایک گرلز اسکول میں ملازمت دلا دی۔ میں اس کی شکر گزار تھی۔ وہ مجھ سے برابر ملتا رہا۔ اس

میں نے غلط نہیں کہا تھا میں سرکاری سرورسوں میں خود کو وہاں احمق ظاہر کر کے تمہیں یہاں کیوں لاتا۔

تم میرے متعلق پہلے سے بھی کچھ جانتے رہے ہو؟

ہو سکتا ہے۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

کیا جانتے ہو۔

بہت کچھ کچھ جانتا ہوں۔ لیکن اگر تم خود ہی مجھے بتاؤ تو زیادہ اچھا ہوگا۔ ویسے تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا کہ میں کتنا رحم دل آدمی ہوں۔ میں نے ناہید کو چلی جانے دیا۔۔۔ ورنہ۔

ہاں یہ میں نے دیکھا ہے۔ اب میں بھی محسوس کر رہی ہوں کہ تم برے آدمی نہیں ہو۔ مگر میں اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ تم سرکاری سرورسوں میں ہو۔

میں کہتا ہوں اگر نہ ہوتا تو اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچتا؟

نقصان۔۔۔ یہ نہ پوچھا۔۔۔ میں جو کچھ بتاؤں گی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر بتاؤں گی۔ وہ لوگ بڑے چالاک ہیں انہیں ایک ایک پل کی خبر ہوتی ہے کہ کون لڑکی کیا کر رہی ہے۔



تعلق نہیں رہ گیا کیونکہ وہ ایک

طوائف سے کسی قسم کا تعلق رکھ نہیں سکتے۔۔

تو پھر اب تمہیں کس بات کا ڈر ہے۔ عمران نے کہا اگر وہ بلیک میلر تمہیں بے نقاب بھی کرے تو تمہی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ٹھیک ہے مجھے اب نہ اس کا خوف ہے کہ ملازمت سے برطرف کر دی جاؤں گی اور نہ ہی اس کا کہ گھر والوں کو علم ہو جائے گا۔ پھر بھی میں ہر ہفتہ پانچ سو ادا کرنے پر مجبور ہوں۔

مگر کیوں؟

وہ میں بتاتی ہوں۔ وہ اپنے بلاؤز کے بٹن کھولنے لگی۔ پھر عمران کی طرف پشت کر کے دکھاتی ہوئی بولی۔ یہ دیکھو۔

اس کی ساری پشت داغدار تھی لمبے لمبے نیلے اور سیاہ رنگ کے نشانات سے بھرپور۔۔  
اس نے بٹن بند کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ یہ کوڑے کے نشانات ہیں۔ جب دوسرے ہفتے میں نہیں پہنچتی تو مجھے اس وقت تک پیٹا جاتا ہے جب تک میں بیہوش نہیں ہو جاتی۔

کے احسان کا بار میرے کاندھوں پر تھا۔ ایک دن اسی مروت میں اس کے ہاتھوں برباد ہو گئی۔ پھر تو گناہ کی آندھیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور میں ایک تنکے کی طرح ان میں چکراتی رہی۔ اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا لیکن ایک دن وہ غائب ہو گیا۔ آج تک غائب ہے۔ اس دن سے اس کی شکل نہیں دکھائی دی۔۔۔ بہر حال اس کے غائب ہونے کے دو ماہ بعد مجھے ڈاکل سے چند تصویریں موصول ہوئیں۔ یہ میری اور اس کی ایسی تصویریں تھیں جو میری زندگی برباد کر سکتی تھیں۔ پہلے صرف تصویریں موصول ہوئیں لیکن پھر ایک خط ملا جو کسی گمنام آدمی کی طرف سے ٹائپ کیا گیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ ان میں سے ایک ہی تصویر میری ملازمت برطرف کر دینے کے کیے کافی ہوگی۔ میں بری طرح گھبرا گئی۔ میری ملازمت سے میرے گھر والوں کو بڑا سہارا ہو گیا تھا۔ اور زندگی تھوڑی بہت خوشحالی میں گزرنے لگی تھی تیسرے دن پھر ایک خط ملا اور مجھے یقین ہو گیا کہ خط لکھنے والا کوئی بلیک میلر ہے۔ خط میں لکھا تھا کہ میں اس کے لیے ہر ہفتہ پچاس روپے مہیا کروں۔ روپے مہیا کرنے کی تفصیل بھی بتائی گئی تھی۔ یعنی میں مردوں کو اپنے جال میں پھنسا کر روپے پیدا کروں۔۔۔ وہ ایک تلخ تجربہ تھا۔ مجھے پچاس روپے مہیا کرنے پڑے۔ یہ میں نے قرض لیے تھے۔ کچھ دنوں تک تو میں قرض سے کام چلاتی رہی۔ پھر جب قرض خاں ہوں کے تقاضے جان کو آئے پھر مجھے سچ مچ اپنے جسم کی تجارت کرنا پڑی۔۔۔ اب تو میں بہت مشاق ہو گئی ہوں۔ اب مجھے ہر ہفتہ پانچ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسکول کی ملازمت عرصہ ہوا ترک کر چکی ہوں۔ گھر والوں سے اب کوئی



پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر مئی آرڈر کر دیتی ہوں

کیوں مزاق کرتی ہو یا عمران ہنس کر بولا یہ تو بہت آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ  
پوسٹ بکس نمبر کس کا ہے

مگر اتنی ہمت کون کرے دو تین لڑکیوں نے اس کی کوشش کی لیکن انہیں ملت الموت کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ کسی نہ کسی طرح مارڈالی گئیں اس کی اطلاع شاید سارے شکاروں کو دی گئی تھی۔ ایک خط مجھے بھی ملا تھا جا میں تحریر تھا کہ یہ پوسٹ بکس نمبر کے متعلق چھان بین کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ کچھ لڑکیاں پولیس سے گھٹ جاڑ کر رہی تھیں۔ انہیں بھی ختم کر دیا گیا اس کی اطلاع بھی مجھے اس بلیک میلر سے ملی تھی ظاہر ہے کہ وہ دوسرے لڑکیوں کو بھی اس سلسلے میں باخبر رکھتا ہوگا۔ دیکھئے ٹھریئے میں بتاتی ہوں چند دوز قبل بھی شہر میں ایک لڑکی کی لاش ملی تھی شاید آپ کو اس کا علم ہو۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ کسی کار

یا ٹرک کے نیچے آ کر کچلا گیا تھا اور سینے پر پنجر کا نشان تھا وہ ہمیشہ مقتولوں کے چہرے کو ناقابل شناخت بنا دیتے ہیں

نہیں میں ایک کو بھی نہیں جانتی

یہ کیسے ممکن ہے

میں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ اس دوران میں جہاں کہیں بھی ہوتی ہوں مجھے زبردستی اٹھالیا جاتا ہی کہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکا کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی ہوں آنکھ کھلی تو کوڑے پڑتے محسوس کئے۔ ایسے موقع پر میری آنکھیں چمڑے کے تسمے سے جکڑی ہوتی ہیں میں اندھوں کی طرح مادکھاتی ہوں پھر غشی طاری ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور پھر جب ہوش آتا ہے تع خود کو اپنے پلنگ پر پڑا پاتی ہوں، اپنے ہی کمرے میں لیکن مجھے یقین ہے کہ میں نے کبھی اپنے کمرے میں مار نہیں کھائی ورنہ وہ لوگ پتڑ لئے جاتیکیوں کہ پٹے وقت میں جانوروں کی طرح آسمان سر پر اٹھالیتی ہوں۔ تو بتا کہ کیا ایسی صورت میں میرے پڑوسیوں کو اس کی خبر نہ ہوتی میرا کمرہ اس کمرے کی طرح ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔

عمران تھڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا تم وہ روپے کسے اور کس طرح

رہتے ہیں

ناہید۔۔۔۔۔ وہ ضرور انہیں اطلاع دے گی اسے یقین ہو گیا ہے کہ میں تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور بتاؤں گی۔۔۔۔۔

وہ کیوں اطلاع دینے لگی۔ وہ خود بھی تو اس پیشے سے بیزار معلوم ہوتی ہے عمران نے کہا۔ ہو گے بیزار۔۔۔۔۔ لیکن شاید تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اگر اس کی دی ہوئی اطلاع ان لوگوں کے لئے سہی ثابت ہوئی تو چار ہفتوں کی رقم معاف کر دی جائے گی۔۔۔۔۔ یعنی ناہید کو دو ہزار روپے نہ دینے پڑیں گے۔ چار ہفتوں تک خراہ وہ اپنے لئے کمائے یا صرف آرام کرتی رہے

تب تم نے بہت بڑی غلطی کی۔۔۔ اسے کیوں جانے دیا عمران نے تیز لہجے میں کہا میں کتنی بار کہوں کہ میں سچ مچ مرنا چاہتی ہوں

میں 1 تمہیں بچانے کی کوشش کروں گا

اچانک اس کمرے میں سرخ اور نیلی روشنی کے جھماکے ہونے لگے۔۔۔ نیلے اور سرخ

اوہو عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا کیا اس قتل کی اطلاع بھی تمہیں ملی تھی

ہاں ملی تھی

اور تم ان حالات کہ باوجود بھی مجھے سب کچھ بتا رہی ہو

ہاں میں اب مرنا چاہتی ہوں مسٹر کتنی بار کہوں میرا چھٹکارا بس اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میں مرجاؤں آج کی دنیا شریف آدمیوں کی لئے نہیں ہے ہیر آدمی سے اس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی کمینہ پن زور و سرزد ہوتا ہے خراہ کتنا ہی دامن بچالے

ضروری نہیں ہے کہ تم بھی مر ہی جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا

جس کے وہ لوگ دشمن ہوں اسے کوئی نہیں بچا سکتا کیا ان لڑکیوں کو پولیس کا سہارا نہ ملا ہوگا پھر وہ کس طرح قتل کر دی گئیں مجھے تو یقین ہے کہ اس وقت یہ عمارت بھی ان لوگوں نے گھیر لی ہوگی

یہ عمارت نہیں یہ ناممکن ہے عمران نے مسکرا کر کہا یہ عمارت میرے قبضے میں ہے۔

مگر تم یہاں تنہا ہو۔۔۔۔۔ انہیں معلوم کیسے ہوگا کہ تم یہاں ہو کیا وہ لڑکی کے پیچھے لگے

[illegible]

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔۔۔۔۔ جولیا نافٹر واٹر نے سیکرٹ سروس کے

جولیا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔۔ ایک بج چکا تھا۔۔۔ اس نے بڑی تیزی سے جیکٹ اور پتلون پہنی عشراریہ دوپانچ کا پستول جیب میں ڈالا اور فلیٹ سے نکل کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی خنکی زیادہ نہیں تھی۔ سڑکیں قریب قریب سنسان ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ بے خطر اپنی چھوٹی سی آسٹن دوڑائے لئے جارہی تھی۔

دانش منزل سے کچھ ادھر ہی اس نے کار روک دی اور پیدل ہی دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ اسے پھانگ بند نہیں ملا۔ کمپاؤنڈ میں اندھیرا تھا اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے شانے پکڑ لئے

حرکت نہ کرنا اپنی جگہ سے کسی نے آہستہ سے کہا۔ لیکن وہ اس کی آواز صاف پہچان گئی یہ کیپٹن خاور تھا۔

میں ہوں جولیا نے جواب دیا۔

اوہو اس کے شانے چھوڑ دیئے گئے۔

کیا رہا۔ جولیا نے پوچھا۔

نکل گئے وہ چار تھے اندھیرے کی وجہ سے ہم ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھ سکے

بیٹھی۔۔۔۔۔ یہ بات تو اس نے ابھی تک سوچی ہی نہیں تھی کہ آخر اس وقت دانش منزل میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ وہ لوگ کون ہیں جن کی طرف ایکسٹو نے اشارہ کیا تھا اس نے کہا تھا کہ انہیں چھیڑا نہ جائے۔۔۔۔۔ بات بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے۔۔۔۔۔ صرف یہ دیکھا جائے کہ وہ کون آدمی ہیں کیا ایکسٹو اس وقت دانش منزل ہی میں موجود ہے جولیا جانتی تھی کہ اس عمارت میں ایک کمرہ ایسا بھی ہے جس کے در و دیوار ساؤنڈ پروف ہیں اور اسی کمرے میں خطرے کی روشنیاں اور گھنٹیاں بھی موجود ہیں۔۔۔۔۔ وہ کمرہ ایسا ہے کہ باہر سے اس میں داخل ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ جولیا نے کیپٹن خاور، کیپٹن جعفری، اور تنویر کو وہاں بھیجا تھا۔ وہ ان کی طرف سے مطمئن نہیں تھی۔ ان کی دلیری میں شبہ نہیں تھا مگر وہ زیادہ چالاک نہیں تھے اکثر دلیرے کے جوش میں ان سے حماقتیں بھی سرزد ہو جاتی تھیں اسے حقیقتاً وہ تین آدمی نہیں مل سکے تھے جنہیں وہ بھیجنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ یہ ساجد، پرویز اور سلطان تھے سارجنٹ ناشاد کو تو وہ قطعی ناپسند کرتی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ایکسٹو نے اسے اپنے اسٹاف میں کیوں رکھا تھا۔۔۔۔۔ جولیا اس کی شاعری سے تنگ آ گئی تھی جب بھی وہ کوئی نئی غزل کہتا انگریزی میں اس کا ترجمہ اسے ضرور سناتا۔ اگر پرویز سنا سکتا تو فون پر رور کرتا۔۔۔۔۔ اسے عورت شعر و شراب کے علاوہ دنیا کی کسی چوتھی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔۔ ویسے وہ ڈرپوک بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ ایک اچھا نشانہ باز بھی تھا مگر جولیا کا خیال تھا کہ وہ دو کوڑی کا آدمی ہے۔



عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ خیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم یہ رات تو اسی کمرے میں گزارو گی تم نے وعدہ کیا تھا۔۔

میں تمہیں چار ہفتوں کی رقم دے سکتا ہوں لیکن تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔

شراب نہیں رکھتے

یہاں شراب کا نام لینا بھی جرم ہے

عمران نے شیلہ کی طرف دیکھا جو بڑے اطمینان سے سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے ہی مکان کے کسی کمرے میں بیٹھی ہو

کیوں

تم مجھے مرنے سے روک نہیں سکتے میں خود مرنا چاہتی ہوں

میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن تمہارے مرنے سے کسی کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔  
کیونکہ تم مجھے ان لوگوں کے متعلق بہت کچھ بتا چکی ہو ویسے تمہاری زندگی ملک و قوم کو ضرور فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

وہ تقریباً دس منٹ تک وہاں کھڑا رہا۔ پھر نیچے اتر کر عمارت کے عقبی حصے کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر یہاں بھی ٹھہر کر وہ دوبارہ صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

شامت وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گیا۔

Released on 2008

نخ

شراب اس عمارت میں ممنوع ہے

تب پھر تم مجھے یہاں روک بھی نہیں سکتے

اچھا تو چلی جاؤ عمران ہاتھ پھیلا کر بولا۔

Page 23



عمران نے اپنا فائل نکالا جس میں اس کی کئی اوٹ پٹانگ کہانیاں تھیں کسی زمانے میں اسے کہانیاں لکھنے کا خبط بھی تھا۔۔۔ اور اس نے لیکاک کے nsenoviesnonse کے طرز پر کئی کہانیاں لکھ ڈالی تھیں۔

اس نے ایک کہانی نکالی اور ماہنامہ کمر لکچرار کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔  
دفتر کافی شاندار تھا تقریباً ڈیڑھ درجن آدمی مختلف قسم کے کاموں میں مشغول نظر آ رہے تھے۔

فرمائیے ایک نے عمران کو ٹوکا۔

میں ایڈیٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ عمران نے جواب دیا۔

کیا کام ہے

کم کچھ بھی نہیں ہے زیادہ ہی نکلے گا عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

کم نہیں کام اس نے تصحیح کی۔

بڑی زمیں بنا رہے تھے لہذا ان سے کسی ایسی غلطی کا ارتکاب ممکن نہیں تھا۔ جس سے ان کی گردن پھنس جاتی پھر آخر ناہید نے انہیں کن ذرائع سے شیلہ کے متعلق اطلاع دی ہوگی۔۔۔ اسے اس کے متعلق شیلہ سے ضرور پوچھنا چاہئے تھا پھر دوسری غلطی اس کی بے احتیاطی تھی اس نے خود کار دروازوں کا استعمال اس طرح کیا تھا کہ شیلہ اس سے واقف ہوگئی تھی۔ ویسے وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ شیلہ اس سے لاعلم ہے اب اس کے ہاتھ میں صرف دو کارڈ رہ گئے تھے ایک تو پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ اور دوسرا کارڈ۔۔۔۔ ناہید۔ اس کا پتہ اسے معلوم تھا۔۔۔ مگر یہ پوسٹ بکس نمبر والا معاملہ بھی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔ یہ بھی گردن ہی پھنسا لینے والی بات تھی۔

بہر حال اس نے اسی دن سے تفتیش کا سلسلہ شروع کر دیا۔۔۔۔ پوسٹ بکس نمبر شہر کے سب سے زیادہ چھپنے والے ایک ماہنامے کا نکلا۔

ماہنامہ کمر لکچرار جس کی دھوم سارے ملک میں تھی۔۔۔۔ وہ ادب اور ثقافت کا علمبردار تھا۔ ادب کا علمبردار یوں تھا کہ اس میں فلم ایکٹرسوں کی کمزوریاں اچھالی جاتی تھیں اور ثقافت کا علمبردار اس لئے کہا جاسکتا تھا کہ سرورق پر کسی لنگوٹی بند امریکن چھپکلی کی تصویر ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔





ارے توبہ توبہ۔ عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ لاحول ولا۔۔۔۔۔۔ میرا افسانہ۔۔۔۔۔۔ جاسوسی ہرگز نہیں ہے میں نام بھی بدل دوں گا آپ مطمئن رہئے افسانے کا نام ہے حاتم طائی نہیں چلے گا۔ بہت پرانی چیز ہے

آپ دیکھئے تو سہی اسی میں جدت ہے۔۔۔۔۔ یہ فینٹسی بھی نہیں ہے بس دیکھنے سے  
تعلق رکھتا ہے بالکل نئی جدت دیکھئے گا۔۔۔۔۔ غور سے سنئے گا ہاں

عمران صفحات کو اپنے چہرے کے برابر اٹھا کر پڑھنے لگا۔ صبح کا سہانا وقت تھا۔۔۔

گاہا۔۔۔۔۔ صبح کا سہانا  
 ٹھہریئے۔۔۔۔۔ ٹھہریئے۔۔۔۔۔ ایڈیٹر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ یہ نہیں چلے

وقت تھا تو پڑھنے والے کو اس سے کیا سروکار۔۔۔ نہیں یہ بہت پرانا اسٹائل ہے

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ میں پورا منظر نکالے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ خیر جانے دیجئے آگے سنیئے۔۔۔۔۔ حاتم اپنے خیمے سے نکل کر ایک تمباکو فروش کی دوکان پر آیا۔۔۔۔۔ اور وہاں سے سویٹ کراپ کا تمباکو خرید کر طائی کے خیمے کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

نہیں آپ نہیں جانتے ہماری دشواریوں سے واقف نہیں ہیں ابھی حال ہی میں میرے ایک دوست نے اپنے رسالے میں اردو کے بہت اچھے شاعر کی نظم چھاپی تھی اتفاق سے ان کے نام میں بھی ابن موجود ہے آپ جانتے ہیں اس بیچارے کو اس سلسلے میں کس قسم کے خطوط موصول ہوئے ہیں

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ٹھہریے ایڈیٹر میز کی دراز کھینچ کر اس میں رکھے ہوئے کاغذات الٹا پلٹتا ہوا بولا۔ میں آپ کو ایک خط سناؤں گا سنیں اور عبرت پکڑ لیں۔

اس نے ایک پوسٹ کارڈ نکال کر پڑھنا شروع کیا۔

جناب ایڈیٹر صاحب

شالا تم کیا چار سو بیس ریشالہ نکالتا ہے اوپر لکھتا ہے۔۔۔۔۔۔ لکھنے والے ابن عبدل  
یہی نام تھا یا دوسرا تھا۔۔۔۔۔۔ یاد نہیں۔۔۔۔۔۔ ابن ضرورت تھا۔۔۔۔۔۔ اوپر ابن لکھتا  
ہے اور اندر میں گجل ٹھونس دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ ہمارا پیشہ واپس کرو ہم جاشوشی افشانہ سمجھ کر  
کھریدا تھا یہ چار سو بیس کا دھندا کب تک چلے گا تم شالا پبلک کو دھوکا دیتا ہے۔

ہم ہے تمہارا باپ

رکھتی تھی۔۔۔۔۔ دامت قبیلہ بنی عذرا سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔۔۔ ہیر رانجھا کی چچی تھی۔۔۔۔۔ مہیوال سوہنی کا ابا تھا۔۔۔۔۔ کیا فضول باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔ میں اپنا سر پیٹ لوں گا۔

عمران کے چہرے پر یک بیک شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے۔

کہیں آپ نشے میں تو نہیں ہیں ایڈیٹر اسے گھورتا ہوا بولا۔

نشے میں ہوں گے آپ۔۔۔۔۔ اتنے بڑے ایڈیٹر ہو کر جہالت کی باتیں کر رہے ہیں عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

آپ بدتمیز ہیں ایڈیٹر بھی کھڑا ہو گیا۔ عمران کی زبان پر جو کچھ آ رہا تھا۔ بے تکان بکتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں کئی لوگ گھس گئے۔۔۔۔۔ ان میں ایک لڑکی بھی تھی جس نے مردانہ لباس پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔ نیلے رنگ کا جیکٹ اور سرخ پتلون۔۔۔۔۔

آپ دنیا کے سب سے بڑے کریک ہیں ایڈیٹر نے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے عمران پر نظر ڈال کر کہا۔

کیا بات ہے کسی نے پوچھا۔

کس خیمے کی طرف۔۔۔۔۔ ایڈیٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

طائی کے خیمے کی طرف ط سے طائی۔۔۔۔۔ تائی نہیں۔۔۔۔۔ حاتم کی کوئی تائی نہیں تھی۔۔۔۔۔ طائی اس کی محبوبہ کا نام تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ایڈیٹر نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے عمران نے اسے کوئی بہت بری خبر سنائی ہو۔

کیا میں نے آپ کو کوئی صدمہ پہنچایا ہے۔ عمران بوکھلا کر بولا۔

آپ تاریخ کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں۔۔۔۔۔

کیوں جناب۔۔۔۔۔

آپ طائی کو حاتم کی محبوبہ بتاتے ہیں حالانکہ حاتم قبیلہ بنی طے کا ایک فرد ہونے کی بناء پر طائی کہلاتا تھا۔

کیا بات کہی ہے آپ نے عمران نے تہقہہ لگایا دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔

آپ کے فارمولا سے تو پھر مجنوں لیلیٰ کا باپ تھا۔۔۔۔۔ یالیلی قبیلہ بنی مجنوں سے تعلق

Released on 2008

Page 28

سلیمان اور ملکہ صبا کا قاصد تھا۔

تو آپ کو صرف ہد ہونا چاہئے تھا اس میں ابن کیوں لگا دیا۔

آج کل ابن ہی چالو ہے عمران نے دانشوروں کے سے انداز میں کہا۔

نہیں صرف ہد ہد۔۔۔۔۔ لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔ تم سو فیصدی ہد ہد معلوم ہوتے ہو۔

ہوتا ہوں نا۔۔۔۔۔ ہا ہا۔۔۔۔۔ اچھا اب اجازت دیجئے عمران اٹھتا

ہوا بولا۔

ارے۔۔۔۔۔ چائے تو منگوائی تھی لڑکی نے کہا۔

کیا کروں شاید وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔

کون

وہی جس سے چائے کے لئے کہا تھا۔ میں سمجھا تھا شاید یہیں سے لائے گا۔

عمران پھر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اچانک اس نے محسوس کیا کہ لڑکی اب کچھ گھرائی ہوئی سی ہے

اوہ۔۔۔۔۔ ضرور ضرور۔۔۔۔۔ اے بھائی صاحب۔۔۔۔۔ ارے بھائی صاحب اس نے ویٹر کو آواز دی۔ وہ حد سے زیادہ بے ڈھنگے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا ویٹر کو سب کے لئے چائے اور سموسوں کا آرڈر دے کر وہ پھر انہیں احمقوں کی طرح دیکھنے لگا۔

کیا لکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ لڑکی نے پوچھا۔

مم۔۔۔۔۔ میں افسانہ نگار ہوں عمران نے سر جھکا کر بڑے شرمیلے انداز میں جواب دیا۔

کہئے۔۔۔۔۔ آپ کو یاد آیا کہ آپ نے ہمیں کہاں دیکھا تھا۔ ایک آدمی نے پوچھا۔

نہیں یاد آیا۔۔۔۔۔ مگر میں دعوٰی سے کہہ سکتا ہوں کہ کہیں دیکھا ضرور ہے۔

آپ کا نام کیا ہے۔۔۔۔۔ لڑکی نے پوچھا۔

ابن ہد آپ کو میرے نام پر ہنسی آئے گی۔۔۔۔۔ مگر میں بڑا جدت پسند آدمی ہوں۔۔۔۔۔ شاعر لوگ مختلف قسم کے پرندوں کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن بیچارے ہد ہد کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔۔۔۔۔ حالانکہ ہد ہد کا ذکر آسمانی کتابوں میں بھی آیا ہے۔۔۔۔۔ ہد ہد

کہ میری اصلیت بدل جائے۔۔۔۔۔ اگر لڑنے بھڑنے کا ارادہ ہو تو اس کیلئے بھی تیار ہوں اچھا نکلو باہر۔۔۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں تمہیں اتنے میں بیرے نے چائے لا کر میز پر رکھ دی۔ جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ عمران نے اسے روک کر کہا میرا بل لاؤ اس چائے کے دام یہی لوگ ادا کریں گے۔

وہ تینوں پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔ لیکن کچھ بولے نہیں۔۔۔ ویٹر چلا گیا۔

اچھا پھر کبھی سمجھیں گے تم سے ان میں سے ایک آنکھیں نکال کر بولا۔

الجبر اور جو میٹری سمجھا سکتا ہوں ارتھمیٹک کمزور ہے۔۔۔۔۔۔ وہ کسی اور سے سمجھ لینا ہاں عمران بالکل اسی طرح بولا جیسے کوئی استاد اپنے شاگردوں سے ہم کلام ہو ویٹر بل لایا۔۔۔ اور عمران نے اس کی قیمت ادا کی پھر تینوں کی طرف ایک چڑا دینے والی مسکراہٹ اچھالتا ہوا اٹھ گیا۔

وہ سمجھا تھا شاید وہ لڑکی فٹ پاتھ ہی پر مل جائے گی۔۔۔۔۔ مگر اسے مایوسی ہوئی۔۔۔ وہ دراصل اس لڑکی کے متعلق الجھن میں پڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ حالانکہ بظاہر کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی بناء پر اسے اس لڑکی کی طرف سے کسی قسم کی تشویش ہوتی۔۔۔۔۔ ویسے اس نے کمر لکچرار کے دفتر میں اس سے بڑا مضحکہ خیز برتاؤ کیا تھا۔

وہ بار بار ایک کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یہ کھڑکی سڑک کی طرف تھی۔ دفعتاً لڑکی کچھ کہے سنے بغیر اٹھی اور باہر نکل گئی۔ انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ اتنی سی دیر میں یہ بھی بھول گئی ہو کہ وہ وہاں تنہا نہیں آئی تھی بلکہ اس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے۔ دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس کے اس طرح چلے جانے پر اس کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بدستور اطمینان سے بیٹھے ہوئے عمران کو چھیڑتے رہے۔ میں جا رہا ہوں عمران اٹھتا ہوا بولا۔

اور چائے کا بل کون ادا کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا۔

میں کیا جانوں

تم نے آرڈر دیا تھا۔۔۔۔۔

آہا۔۔۔۔۔ عمران دیدے نچا کر بولا تو کیا تمہارے لئے آرڈر دیا تھا۔ وہ چلی گئیں۔۔۔۔۔ اب میں بھی جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ واہ یار۔۔۔۔۔ ذرا اپنی شکل تو دیکھو میں تمہیں چائے پلاؤں گا۔۔۔۔۔ ہا ہا۔۔۔۔۔ ہپ شرافت کے دائرے سے باہر نہ نکلو۔۔۔۔۔ اسی آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں ازلی کمینہ ہوں عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ افسانہ نگار ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہے

اسے کہاں تلاش کرتا۔ ویسے وہ طری طرح زہن سے چپک کر رہ گئی تھی۔

عمران پھر چلنے لگا۔۔۔۔۔ ماہنامہ کمرچکدار کے آفس میں یا اس کے سامنے والے ریسٹوران میں اس نے وقت نہیں برباد کیا تھا۔۔۔ کم از کم وہاں کے ماحول سے اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ پوسٹ بکس کا نمبر وہیں کا تھا تو اسے کچھ نہ کچھ اہمیت ضروری جاسکتی ہے۔

کیا وہ ایک بار پھر اس جزیرے کا رخ کرے گا اس نے سوچا ساتھ ہی اسے یہ بات بھی یاد تھی کہ وہ وہاں کیوں گیا تھا۔۔۔ اسے مقتولہ کے باپ سے ملنا تھا لیکن اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھیں اس کے پاس اس کی شہری جائے رہائش کا پتہ بھی موجود تھا۔۔۔

وہ چلتے چلتے ایک گلی میں مڑ گیا دراصل وہ ایک ٹیکسی چاہتا تھا اور خالی ٹیکسی اسے ایک دوسری سڑک پر مل سکتی تھی۔

ٹیکسی کے لئے اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ وہ کچھ دیر بعد ایک ٹیکسی والے کو مقتولہ کے گھر کا پتہ بتا رہا تھا۔

لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی اسے ٹیکسی رکوا دینی پڑی کیونکہ اسے ایک دوکان پر وہی

البحن اس کی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ فی الوقت وہ خود بھی اس البحر کو نہیں سمجھ سکا۔۔۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ ایسا بھی ہوتا تھا وہ چند لمحے وہاں رک کر ایک طرف چل پڑا۔

ابھی اسے پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق مکمل معلومات نہیں حاصل ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ کوئی کلیو نہیں ہو سکتا۔۔۔ مگر اس کے متعلق اسے ایک ایسی عورت نے بتایا تھا جس کے سر پر شاید موت ہی سوار تھی اس لئے وہ اسے نظر انداز بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ عمران خیالات میں اس طرح کھویا ہوا تھا کہ پیدل ہی چلتا رہا۔۔۔۔۔ دن بھر کی تھکی ہوئی بھیڑ کارخانوں اور دفاتروں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔۔ اور فٹ پاتھ سے گذرتے وقت لوگ ایک دوسرے سے ٹکراتے تھے۔ عمران کو اس بھیڑ کا احساس بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ شانوں سے شانے رگڑتا۔۔۔۔۔ رکتا۔۔۔۔۔ رکاتا چلتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے محکمہ سرانجسانی کے سپرنٹنڈنٹ

کیپٹن فیاض سے اس لڑکی کے متعلق کچھ اور بھی معلومات فراہم کرنی چاہئے جس کی لاش ڈیڑھ ہفتہ پہلے شارع عام پر پائی گئی تھی۔ وہ ایک پبلک کال بوتھ میں گھس کر فیاض کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ مگر یہاں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ فیاض گھر میں موجود نہیں تھا اور اس وقت آفس میں اس کی موجودگی ممکن تھی۔۔۔۔۔ عمران بوتھ سے باہر آ گیا۔ فی الحال اس کی سمجھ میں نہیں رہا تھا کہ اسے تفتیش کا آغاز کہاں سے کرنا چاہئے، اسے شیلایا دئی۔ مگر وہ

کس چکر میں ہو

تمہارے چکر میں اب میں اتنا گاؤدی بھی نہیں ہوں کہ حاتم طائی کو لیلا مجنوں کی طرح کا سمجھ بیٹھوں

پھر لڑکی کے ہونٹ بھیج گئے اس کی آنکھوں میں ایک خونخوار کی چمک لہرائی

میں دراصل تم تک پہنچنا چاہتا تھا عمران نے سر جھکا کر شرمیلے لہجے میں کہا۔

کیوں

پیٹہ نہیں کیوں جب سے تمہیں دیکھا ہے

شٹ اپ۔۔۔ کیا شامت آئی ہے

مجھے یہی توقع تھی عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور مغموں انداز میں سر ہلانے لگا پھر بولا تم اس نابکار ایڈیٹر کو مجھ سے زیادہ قابل سمجھتی ہو۔

ہوش میں ہو یا نہیں ہم پہلی بار ملے ہیں

لڑکی نظر آئی تھی جس نے ماہنامے کے دفتر میں اسے گرا دیا تھا۔ وہ بڑی جلدی میں ٹیکسی ڈرائور کے ہاتھ میں پیسے دیتا ہوا ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔

لیکن وہ کہیں رک نہیں سیدھا اس دوکان پر چلا گیا یہ ایک جنرل سٹور تھا عمران لڑکی کے پیچھے کھڑا ہو کر شوکیسوں پر نظر ڈالنے لگا پھر کچھ دیر بعد آہستہ سے بولا آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے

لڑکی یک لخت اس کی طرف مڑی۔ اس کی آنکھوں سے حیرت جھانک رہی تھی اس نے دوکان دار سے کہا میں پھر آؤں گی۔ اور باہر نکل گئی لیکن عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ فٹ پاتھ پر پہنچ کر وہ رک گئی۔

کیا ارادے ہیں اس نے عمرام کچ گھورتے ہوئے کہا

تمہیں چائے پلاؤں گا

تم مجھے وہ نہیں معلوم ہوتے جو نظر آتے ہو۔

میں حقیقتاً چمکاؤں ہوں مگر عام طور پر لوگ مجھے طوطا کہتے ہیں





Released on 2008

Page 34

منہ بنا کر کہا۔ وہ ایکس ٹو کے خلاف کوئی بڑا ریمارک سننا ناپسند کرتی تھی۔

ایکس ٹو سارجنٹ ناشاد نے طویل سانس لی۔ وہ شایر ہماری قبروں میں بھی گھس آئے گا۔

اچانک وہ چلتے چلتے رک گیا اور جولیا کو یہی محسوس ہوا جیسے ناشاد کو بتائے ہوئے حلیے کی لڑکے نظر آ گئی ہو۔ ناشاد بڑبڑایا۔

یہ عمران یہاں کیا کرتا پر رہا ہے۔

وہی جو دوسرے ہزاروں آدمی کرتے پھر رہی ہیں۔ کیا تم بھول گئے یہ ایک نمائش ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں یہ بھی اسے لڑکی کے چکر میں نہ ہو۔

یہ کیونکر ممکن ہے۔

اس آسمانے تھریروالے کیس میں کیسے ممکن ہوا تھا مجرم تک کون پہنچا تھا ہم یا عمران۔۔۔

اسے کس نے پکڑا تھا۔ ایکس ٹو نے یا عمران نے۔۔۔

اگر عمران نا پکڑتا تو اسے ایکس ٹو ہی پکڑتا۔۔۔ تمہیں کس نے اطلاع دی کہ عمران اور

معلوم نہیں تھا کہ ایکس ٹو کو اس لڑکی کی تلاش کیوں ہے۔۔۔۔

جولیا نافٹرواٹر اور سارجنٹ ناشاد ساتھ چل رہی تھیں سارجنٹ ناشاد بڑا پر رعب شہرہ رکھتا تھا۔ اس کی چڑھی ہوئی بھوری مونچھیں ہی سب کچھ تھیلوگ اس کی صورت دیکھ کر ہی لرز جاتے تھے۔ مگر وہ خوف اسی وقت تک قائم رہتا تھا جب تک وہ بولتا نہیں تھا۔ جہاں اس نے گفتگو شروع کی سارا وقار ختم ہو گیا۔ جولیا کو اس سے کچھ چڑسی ہو گئی تھی۔ لیکن کام کی حد تک تو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ ویسے اگر وہ تنہا ہوتی تو تنویر ساتھ لگ گیا ہوتا اور تنویر کی معیت میں کوئی کام کر لینا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا کیونکہ وہ اسے اپنے دکھے ہوئے دل کی پکار سننا شروع کر دیتا تھا سارجنٹ ناشاد کی بکواس اس کی

دنیا پر اس کے اشعار کے انگریزی ترجموں تک ہی محدود رہتی تھی۔ مگر آج وہ کچھ چپ چاپ سا تھا۔ جس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسے صبح سے شراب نہیں ملی تھی۔ یہاں نمائش کے کسے بار مین بیٹھ کر وہ اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔ مگر ایکس ٹو کا خوف اسے ہر حال میں اطلاع ہو جاتے کہ سارجنٹ ناشاد نے ڈیوٹی پر شراب پی تھی۔

یہ لڑکی شیلہ۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ کہیں ہمارے ایکس ٹو کی منظور نظر نہ ہو۔

بکواس ہے۔۔۔ ایکس ٹو جیسے لوگ عورتوں کی پرواہ کم کرتے ہیں۔ جولیا نے برا سا

سارجنٹ ناشاد نے آگے بڑھ کر عمران کو جالیا۔ غیراردی طور پر جولیا بھی اسی طرف چل پڑی۔ کس چکر میں ہو دوست سارجنٹ ناشاد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کچھ نہیں سوچ رہا تھا کہ ابابیل کو لاطینی میں کیا کہتے ہیں عمران نے مڑ کر جواب دیا۔ پھر جولیا پر نظر پڑتے ہی بولا۔ اوہ 1 مس فولیا۔۔۔۔

جولیا۔ جولیا برا سامنہ بنا کر تصحیح کی

اوہ معاف کیجیے گا۔۔۔ نام مجھے ہمیشہ اسی طرح یاد آتے ہیں اور میں کای خدمت کر سکتا ہوں آپ لوگوں کیوں آج یہاں آٹھوں موجود ہیں۔

یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم آٹھوں کو پہچانتے ہو۔۔۔۔ سارجنٹ ناشاد نے کہا شاید شہر میں تم تنہا آدمی ہو جسے ہمارا علم ہے۔:

اس میں بڑائی کیا ہے سارجنٹ شاداب

شاداب نہیں ناشاد۔۔۔۔ ناشاد

ایک ہی بات ہے۔۔۔ ہاں تو کیا بڑائی ہے عمران نے لا پرواہی سے سر ہلا کر کہا۔

جولیا مجرموں کو لارہے ہیں۔

تم ایکس ٹو کی اتنی طرف دار کیوں ہو۔۔۔۔

وہ میرا آفیسر ہے۔۔۔۔ کیا طرفدار ہونے کے لئے اتنا ہی جواز کافی نہیں ہے۔۔۔۔

میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ میرا خیال ہے عمران کو اس لڑکی کے سلسلے میں ڈالنا چاہیے۔۔۔۔ مگر تم شاید اس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس نے ایک بار تمہاری جان بچائی تھی۔

یہ غلط ہے اگر عمران نہ ہوتا تو ایکس ٹو کچھ نہ کچھ ضرور کرتا کیونکہ وہ حالات سے ناخبر تھا

میرے خدایا۔۔۔۔ تم بڑی احسان فراموش ہو جولیا۔۔۔۔

اس میں احسان فراموشی کی کوئی بات نہیں۔ اگر عمران بھی اس وقت کسی مصیبت میں پھنس جاتا تو کیا ہوتا تم خود سوچو کیا اس وقت ایکس ٹو ہم دونوں کو بچانے کی کوشش نہ کرتا۔

اونہہ چھوڑو۔۔۔۔ میں تو چلا۔۔۔۔ کچھ دیر اس سے چھیڑ چھاڑ ہی رہے گی۔ اس سے

گفتگو کرنے کا بڑا مزہ آتا ہے۔

ایک جگہ وہ سب آ ملے۔۔۔۔ ان سب کے ملنے کا حاصل یہ تھا کہ وہ شیدا کے پتہ لگانے میں اب تک ن کام ہی رہے تھے۔۔۔۔ عمران جولیا نافٹز وائر اور سارجنٹ ناشاد کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملا تھا اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔۔۔۔ وہ سب ہی اسے پہچانتے تھے لیکن اس کے متعلق ان کی رائے اچھی نہیں تھی۔

اب ہمیں ساپس جانا چاہیے تنویر نے کہا۔

جولیا کے عل؛ اوہ سب نے اس سے اتفاق کیا۔ جولیا کا خیال تھا کہ وہ اس وقت ٹھہرے گی جب تک کہ نمائش کا اختتام نہ ہو جائے اور اس نے ان سے کبھی یہی کرنے کو کہا تھا۔

بے کار بات۔۔۔۔ جعفری بولا۔ ہنم نے یہاں کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی جہاں سے تلاش نہ کیا ہو۔ اور پھر کیا یہ آرڈر تھا کہ نمائش کے اختتام تک ہم یہیں رکیں۔

میں تو رکوں گی۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اس کی یہ بات فیصلہ کن بھی تھی کیونکہ کچھ دیر بعد ساری ممبر وہاں سے چلے گئے تھے۔

جولیا مختلف ہوٹلوں اور ریستارن کے چکر لگتی رہی۔۔۔۔ وہ آج بڑی پرکشش نظر آ رہی تھی کیونکہ وہ آج سکرٹ کہ بجائے ساڑھی میں تھی۔ ساڑھی میں وہ ہمیشہ اچھی لگتی تھی۔۔۔۔

بڑائی تو اسے وقت معلوم ہوگی جب تم کسی سے اس کا تذکرہ کیرو گے  
یعنی جس سے بھی اس کا تذکرہ کروں گا وہ تمہیں گالیاں دے گا کیوں  
تم تذکرہ کر کے دیکھ لو۔۔۔۔ کیا حشر ہوتا ہے تمہارا۔۔۔۔

سارجنٹ ناشاد جولیا نے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔ اس جگہ کتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ ہے

جب تک بیچارہ عمران آصپ لوگوں کی حیثیت نہ بھول جائے۔

عمران نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔

اچھا دوست پھر تم دیکھ ہی لینا۔۔۔۔ سارجنٹ ناشاد کہتا ہوا آگے بڑھ گیا جب جولیا بھی چلنے لگی تو عمران نے کہا کیا خیال ہے۔۔۔۔ اس موسم میں کافین اچھی رہے گی۔

نہیں شکریہ۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ عمران اس کا تعاقب نہیں کرے گا اس کی دانست میں اسے اس کا علم ہی نہ رہا ہوگا کہ سسکریٹ سروس والے یہاں کیوں آیتھے۔

کپڑے کا سوٹ، لیکن رکھ رکھاؤ میں سلیقہ اور ستھرا پن۔۔۔ سادہ سی ٹائی وہ خیالت میں کھو کر اسے گھورتی رہی۔۔۔ بار بار اسے لگا کہ وہ چیف آفیسر ایکس ٹو ہے۔ اس سے سوال پوچھ بیٹھے کہ وہ اس کا پراسرار۔۔۔

پھر وہ اس وقت چونکی جب بیڑا خالی برتن سمیٹنے لگا اب وہ ادنیٰ بھی اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے جلد ہی بل ادا کیا اور باہر نکل آئی۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ کسی نے اس کے قریب سے کہا زرا سنیے گا۔

جولیا رک کر مڑی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی دھڑکن تیز ہو گئی کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جسے وہ ریستوران میں ایکس ٹو سمجھ کر گھورتی رہی تھی۔

کیا آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں اس نے بڑے ادب سے کہا۔

جی۔۔۔نہیں کیوں

میں سمجھا تھا شاہد آپ مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے پچاننے کی کوشش کر رہی ہوں

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہجولیا نے کہہ کر آگے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ قریب سے گزرتے ہوئے کسی بھیڑ نے دھکا دیا تھا۔ وہ گرتے گرتے بچی۔ اچانک اس آدمی نے مجمع پر ایک

۔۔ اس کی عمر چابیس سے کم نہیں تھی۔ لیکن پتہ نہیں کیوں اس کے چہرے پر ابھی پکا پن نہیں آیا تھا انداز میں بعض اوقات شرمیلے پن کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں۔۔۔ اسے ایکس ٹو کے خواب نظر آنے لگے۔ جب بھی اسے کوئی سنجیدہ یا پروقار آدمی نظر آتا وہ اس کے متعلق ساچنے لگتی کہ کہیں وہ ایکس ٹو ہی نہ ہوتا۔۔۔ وہ ایسے آدمی کو کچھ دیر تک گھورتے رہتی تھی کہ وہ لوگ بھی اسے محسوس کر لیتے۔ ان میں سے بعض تو غلط فہمی میں ہی مبتلا ہو جاتے۔۔۔ جولیا سے یہ ہمیشی بے خیالی میں ہی سرزد ہو جاتا اور جب وہ خیالت کی زندگی سے باہر آتی تو اسے بڑی شرمندگی ہوتی۔ ایسا ہی کچھ واقعہ آج پیش آیا۔ وہ چلتے چلتے تھک گئی تھی اس لئے ایک ریستوران میں جا کر اس نے ایک ویٹر سے کافی کا آرڈر کیا۔ اگر ایکس ٹو و شراب پسند ہوتی تو وہ شراب ہی آرڈر کرتی پہلے وہ کبھی کبھار پی لیا کرتی تھی۔ لیکن جب اسے پتہ چلا کہ ایکس ٹو شرابیوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ تب سے ایک بوند بھی اس کے لئے حرام ہو گئی تھی۔

وہ کافی کی چسکیاں لیتی رہی ساتھ ہی اس کی نظر ارد گرد بھی بھٹکتی رہی۔

یہاں درجنوں خوش پوش جوڑے نظر آ رہے تھے اچانک اس کی نظر ایک آدمی پر جا کر رک گئی۔ اس کا دل دھڑکنے لگا یہ آدمی بھی ایسا ہی تھا جس پر ایکس ٹو کا دھکا ہو سکتا تھا۔ وہ قریب رقیں ایسا ہی تھا وہ ایکس ٹو کو سمجھتی تھی۔ یعنی ایکس ٹو کے جیسے تصویروں اس نے اپنے ذہن میں بنا رکھی تھی۔ بھرا ہوا سا پروقار چہرہ، کشادہ پیشانی اور آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئیں جسم پر معمولی

میں موجود تھے۔ لیکن مصلحتاً خاموش رہے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ نمائش کے باہر ان سے بھی نمٹنا پڑے۔

ہوسکتا ہے جو کیا ہے کہا۔ پھر آپ کیا کریں گے۔۔۔۔

کچھ نہیں دیکھا جائے گا۔۔۔۔ ان کمبختوں سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ پہلیب یہ غیر ملکوں سے گھبراتے تھے۔ اب انہیں بھ پریشان کرنے لگے ہیں۔ آپ اطالوی ہیں۔

نہیں۔۔۔۔ سوئیس۔۔۔۔

اوہو تب ہی آپ میں اتنی مشرقیت ہے۔ اطالوی اور سوئیس لڑکیاں بھی ہماری لڑکیوں کی طرح شرمیلی ہوتی ہیں۔۔۔۔ دیکھیے آپ اس مشرقی لباس میں قریب قریب مشرقی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ویسے میں صرف آپ کے لہجے سے ہی آپ کو غیر ملکی سمجھتا تھا۔ اچھا چلیے۔ میں آپ کو گھاٹ تک پہنچا دوں۔

نہیں آپ کو تکلیف ہوگی۔

اس کی فکر نہ کیجیو رنہ آپ شکاہت کریں گی کہ ایک اجنبی دیش میں آپ کے ساتھ بدسلوکی کی گئی

چھانگ لگائی اور گریناب سے پکڑتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ کیا حرکت تھی۔ اس نے اس کا گریبان گھنگھوڑتی دہن کہا۔ سیہ آدمی بھی خوش پوش ہی تھا اس سے الجھ پڑا۔ لیکن ریستوران والا آدمی اس سے زیادہ طاقتور معلوم ہوتا تھا۔ اس نے دو چار گھونسوں میں ہی اسے زمین دکھا دی۔۔۔۔ اس کے گرد مجمع یکٹھا ہو گیا۔ جولیا بری طرح بوکھلا گئی تھی۔ لوگوں کے پوچھنے اس نے آدمی سے کہا اس نے اس خاتون کو جان بوجھ کر دھکا دیا تھا۔۔۔

پولیس کو۔۔۔۔ پولیس کو دو چاروں طرف سے آوازیں آئیں۔ اور وہ آدمی جولیا کی

طرف دیکھنے لگا۔ جولیا جلدی سے بولی نہیں جانے دیکھیے میں خواہ مخواہ بات بڑھانا نہیں چاہتی۔۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

آپ ہی لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے غنڈے سرکشی کرنے لگے ہیں اس نے جواب دیا۔

مارکھانے والا زمین پر بیٹھا بغلیں جھانک رہا تھا۔ اچانک وہ اٹھ کر بھاگا اور لوگ اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔

ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔ جولیا نے کہا۔

جیسی آپ کی مرضیوں سے میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس بھیڑ







سمارٹ قسم کی لڑکی ہو۔۔۔۔۔ مگر اسے کیا کہا جائے کہ تم ساڑھی میں بالکل بدھو معلوم ہوتی ہو ویسے حسن ضرور بڑھ جاتا ہے۔۔۔۔۔

جولیا اس ریمارک پر شرمائی۔۔۔۔۔

اچھا سنو ایکس ٹو کی آواز بھرائی۔ ہاں تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا وہ تمہارے ساتھ تمہارے فلیٹ بھی آیا تھا۔

جی نہیں میں نے اخلاقا اسے کہا بھی تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ جلدی کا بہانہ کر کے چلا گیا۔

اپنی شرافت اور بے غرضی ظاہر کرنے کے لیے بہر حال وہ پھر تم سے ملے کا مستقبل قریب ہی میں مگر تم یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اس کی طرف سے مطمئن ہو۔ اس سے حایف ہونے کی ضرورت نہیں وہ پھر تم سے ملے گا میں تم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں گا

کاش میں آپ کو دیکھ سکتی ہوں

کیا کرو گی۔۔۔۔۔۔۔ یہ ایک فضول حواش ہے جو شاید کبھی پرری نہ ہو سکے۔

پھر ایکس ٹو نے جولیا کی بات کا انتظار کیے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا جولیا نے ایک طویل

تھی۔

احمق لڑکیوں کی طرح خواب نہ دیکھا کرو ایکس ٹو کی غصیلی آواز نے اسے چانکا دیا۔۔۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے میں ایک ایسے گروہ کے چکر میں ہوں۔ جو شریف اور بھولی بھالی لڑکیوں کو پیشہ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اے جولیا کی نیند بالکل غائب ہو گئی۔ میں نہیں سمجھی۔

حالانکہ تمہاری آواز سے ظاہر ہے کہ تم سب کچھ سمجھ گئی ہو۔

جی۔۔۔۔۔ تو کیا

ہاں۔۔۔۔۔ تم اسی گروہ کے ایک آدمی کے چکر میں پڑ گئی ہو۔ وہ اسی وقت تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا جب تم اپنے دوسرے ساتھیوں سے الگ ہوئی تھی۔ بہر حال کہنے کا مطلب ہے کہ تم اس آدمی سے ہوشیار رہنا۔ جو کچھ بھی ہوا تھا ایک اچھا خاصا ڈرامہ تھا۔

تو کیا آپ نے اسی لئے مجھے وہاں بھیجا تھا۔ جولیا نے شکایت آمیز لہجے میں پوچھا۔

نہیں میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ تم ایک

ہائیں۔۔۔۔۔ عمران دیدے نچا کلر بولا۔ پھر وہی پتلون

یہاں تم پٹ جاؤ گیٹز کی نے خود کا سنبھال کر کہا۔ بہتر ہے چپ چاپ چلے جاؤ

پٹ جانا میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا سمجھیں۔۔۔۔۔ لیکن اب تمہیں یہ شہر چھوڑنا پڑے گا۔۔۔۔۔ تم شاید میری باتوں کو مزاق سمجھتی ہو۔۔۔۔۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا کہ میں کچھلی رات ایک منٹ کے لئے بھی سو نہیں سکا۔۔۔۔۔ رات بھر تمہاری پتلون مجھے غصہ دلاتی رہی میری ہڈیاں سلگاتی رہی اور آج ڈنچ سے میں نے تمہارے خلاف مواد اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت میرے پاس اتنی اطلاعات ہیں کہ خدا کی پناہ۔۔۔۔۔ ایک بار پھر کہتا ہوں یا پتلون پہننا ترک کر دیا شہر چھوڑ کر چلی جاؤ شٹ اپ اس نے برا سا منہ بنا کر کہا اور آگے بڑھ گئی

پوسٹ بکس نمبر دوسو تیرہ عمران نے بلند آواز سے کہا اور وہ اس طرح مڑی جیسے پشت پر گولی لگی ہو۔۔۔۔۔ وہ پلک جھپکائے بغیر ط عمران کچ دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے پاس اکر رک گئی۔۔۔۔۔ عمران اسے بولنے کا موقع دیے بغیر بولا۔

شاید کمر لچکدار کے ایڈیٹر کو یہ معلوم نہیں کہ تم بڑی رقم کے منی آرڈر بھی وصول کرتی ہو۔۔۔

۔۔۔ کیوں

سانس لی اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں غم کے سائے نظر ط آ رہی تھے۔

$$(7)$$

دوسری رات عمران اسے لڑکی کے مکان کے سامنے موجود تھا 1 جس سے ماہنامہ کمرچلک دار کے آفس میں ملاقات ہوئی تھی۔ پہلے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ گھر پر موجود ہے یا نہیں شاید وہ ابھی دفتر سے واپس نہ ہوئی ہو۔ عمران نے زرا سی دیر میں اس کے متعلق بہتیری معلومات حاصل کر لیں وہ وہاں تنہا رہتی تھی۔۔۔ پڑوسیوں سے اس کی شناسائی نہیں تھیکھی کوئی اس سے ملنے نہیں آتا تھا۔ راتیں گھر پر ہی گزارتی تھیں پڑوسیوں کا خیال تھا کہ وہ بہے مغرور ہے۔۔۔ کسی نے آج تک اسے زنانی لباس میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ سردیوں میں پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنتی تھی اور گومیوں میں قمیض اور پتلون پتلون

بھی زنانہ تراش کی نہیں ہوتی تھی۔

ٹھیک چھ بجے وہ مکان کی طرف آتی دکھائی دی عمران نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔۔۔  
لیکن وہ عمران کو دیکھتے ہی گھبراگئے۔

ہاہا۔۔۔ ویری گڈ عمران احقناہ انداز میں ہنس کر واپسی کے لئے مڑا۔۔۔  
سنیے تو سہیلڑکی نے روکا۔

بس اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہپیرواہ مت کرو عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر  
کہا۔ اور تیز قدموں سے چلتا ہوا ایک گلی کی طرف مڑ گیا

(8)

کیپٹن جعفری باہر نجانے کے لئے تیار تھا جیسے ہی اس نے کوئٹہ کی آستنیوں میں ہاتھ  
ڈالے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔۔۔ جعفری نے جھلا کر کوٹ کو میز پر ڈال دیا اور رسیور اٹھا کر  
دھاڑا۔

ہیلو

آہا دوسری طرف سے آواز آئی۔ تم یقیناً اپنے فون کے میٹر کو صدی پہنچاؤ گے۔

اوہ۔۔۔ آ پگڈ مارنگ سر جعفری بوکھلا گیا کیونکہ آواز ایکس ٹو کی تھی۔

خدائی فوجدار تمہیں اس سے کیا غرض بس پتلون پہننا چھوڑ دو پھر اس کے بعد میری شکل  
بھی نہ دیکھو گی کل رات سے صبح تک تم نے میرے پانچ سو روپے خرچ کر دیے۔  
مجھ پر کیوں

آہا تو کیا یہ معلومات مجھے مفت معلوم ہوئی ہیں 1 اگر میان نے تمہیں کل بھی پتلون میں  
دیکھا تو تم جیل میں دکھائی دو گی۔

لڑکی کچھ نہ بولی اس کے چہرے پر سراسیمگی کے اثرات تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پھر  
بازار میں چوڑے پکڑے پکڑی گئی ہو

بس میں کل تک اور انتظار کروں گا عمران بڑبڑایا۔ اور صبح ہی تمہارے دفتر کے سامنے پر  
ایک نظر ڈالوں گا۔۔۔ اگر تم نے میرا کہنا مان لیا تو پھر تم مجھے کبھی اپنے قریب نہیں دیکھو  
گی۔ سمجھیں۔۔۔ دوسری صورت میں کیا ہوگا یہ تم خود ہی سمجھ سکتی ہو۔ ویسے تمہیں سکرٹ  
، غرارے یا ساڑھی میں دیکھ کر یہ بھلا دوں گا کہ تم مجرموں اور سازشوں کے ایک گروہ سے تعلق  
رکھتی ہو۔

اب میں پتلون نہیں پہنوں گے وعدہ کرتی ہوں

خیر۔۔۔ تو فی الحال تمہیں اتنا ہی کرنا ہے

سلسلہ منقطع ہو گیا اور جعفری ریسپور رکھ کر کوٹ پہننے لگا ساتھ ہی وہ کچھ بڑا منہ بنائے کچھ بڑے بھی جا رہا تھا۔

سار جنت ناشاد ایک غزل کہہ رہا تھا۔۔۔ سامنے رکھے ہوئی کاغز پر اس نے بہت سے قوافی لکھ رکھے تھیں قافیوں میں ایک ایک مصرعہ کہہ کر ان پر گرہیں لاگتا جا رہا تھا اچانک مصرعے میں اسے گاڑی رکتی ہوئی سے محسوس ہوئی اس نے اس کی تقطیع شروع کرادی۔

فلم جاناں۔۔۔۔۔ اے کھٹ کھٹ۔۔۔۔۔ لہو بن کر۔۔۔۔۔ اے کھٹ کھٹ۔۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔۔  
تھیک ہے۔۔۔۔۔ فہم جاناں لہو بن کر ٹپک آنکھوں سے کچھ یوں بھی۔۔۔۔۔ اے کھجٹ  
کھٹ۔۔۔۔۔ اے کھٹ کھٹ۔۔۔۔۔ اے کھٹ کھٹ۔۔۔۔۔ اے کھٹ کھٹ سار جنت ناشاد

فرمائیے جناب

پوسٹ بکس نمبر۔۔۔۔۔ کس آفس کا ہے

میں نہیں سمجھا جناب جعفری پھر باکھلا گیا

جب پوسٹ بکس نمبر کے ساتھ آفس کا نام نہ لیا جائے تو نمبر ہر حال میں جنرل آفس کا ہی ہوتا ہے

نہیں دے سکتا تھا۔

اس وقت ناشاد بہت زور و شور سے غزل کہہ رہا تھا۔۔۔ منحن شد یہ قوافی میں مصرعے ہو چکے تھے صرف گرہیں لگانی باقی تھی پھر اچنک فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس طرح اچھلا جیسے کسی نے اسے مشاعرے کے ڈالس سے نیچے پھینک دیا ہو۔ وی جانتا تھا کہ یہ فون یا تو جولیا کا یا تو ایکس ٹو کا ہو سکتا تھا اس نے بڑی احتیاط سے فون اٹھایا

ناشاد۔۔۔ دوسری طرف ایکس ٹو کی آواز تھی۔ غزل ہو رہی ہے

نہیں جناب۔۔۔ میں پرانے کیسوں کی فائل الٹ رہا تھا قسم لے لیجئے جو سال بھر سے آدھا مصرعہ بھی لکھا ہو۔

اچھا تو سب تو تمہیں شداب نگر جانا ہے۔ وہاں ماڈل گرلز اسکول مین ایک استانی ہے۔ اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں۔ کس قسم کی معلومات فراہم کرو گے؟

وہ یعنی۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ سار جنٹ ناشاد ہلکا کر رہ گیا۔

میں اس کی عمر نہیں معلوم کرنا چاہتا۔۔۔ نہ عاشقوں کی تعداد سمجھے۔

اسے طرح مصرعوں کی تقطیع کرتا تھا۔۔۔ قاعلام فاعلات کے بکھیرے آج تک اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتے تھے ویسے وہ دوسرے شعرا کو عروض سے ہی کندہ ناشاد بتایا کرتا تھا

جب بھی کبھی نشست مین شاعری کی بات چھڑتی یہ شعرا کے عروض لے کر ہتھ جاتا۔۔۔ اور اس کے ہم نشین جو اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے اس کی ہاں میں یاں ملانے بیٹھ جاتے۔۔۔ سار جنٹ ناشاد فوجی آدمی تھا تعلیم بھی واجبی ہی سی تھی اس کے باوجود اسے جغت استاد ہونے کا دعویٰ تھا تو اس کے ساتھ والے بھی اس کی استاد کی قائل تھیکونکہ اکثر اس کے شعروں میں میر وغالب جیسے شعرا کے اشعار بھی لڑ جاتے ویسے ہی ایک موقع پر کسی نے اعتراض کر دیا۔۔۔ سار جنٹ ناشاد دھڑ سے بولا تولد ہوا ہی اور پھر ایک زوردار قہقہہ پڑا پھر اچانک اسے یاد آیا کہ اسے تولد نہیں تو ارد کہتے ہیں پڑا کیا ہو سکتا تھا اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اب خود بھی قہقہوں میں شامل ہو جائیمشاعروں میں بڑے ٹھسے سے جاتا۔۔۔ اس وقت اس کے جسم پر فوجی وردی کی بجائے چوڑی دار پجامہ ہوتا۔۔۔ سر پر لکھنؤی ٹوپی۔۔۔

کلے میں پان دبا کر اس طرح چلتا جیسے پنڈلیوں میں ادا سے پھٹی جا رہی ہوں۔۔۔ مگر اس وقت وہ نشے میں ضرور ہوتا تھا

بہر حال یہ تھا ناشاد۔۔۔ اس محکمے میں کیوں تھا اس کا جواب شاید عمران کے علاوہ کوئی

بہت بہتر جناب۔۔۔۔

(10)

کیپٹن خاور ایکسٹو کے حکم سے اس لڑکی کے باپ کی چھان بین کر رہا تھا۔۔۔ جس کی لاش سڑک پر پائی گئی تھی۔۔۔ اس نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے ایکسٹو کے مخصوص نمبر ڈائل کیئے جو ٹیلیفون ڈائریکٹری میں نہیں تھے،

جی ہاں۔۔۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا، اب وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کی لڑکی ہی کی لاش تھی۔۔۔ وہ مسٹر ہارپر کا مینیجر ہے۔۔۔ ہارپر کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔

وہ بے انداز دولت کا مالک ہے۔

ہاں میں ہارپر کو جانتا ہوں۔ تم نے مقتولہ کے متعلق اور کیا معلوم کیا؟

وہ ایک خوش مزاج اور باسیلقہ لڑکی تھی دائرہ احباب زیادہ وسیع نہیں تھا۔ جس لڑکے کو چاہتی تھی وہ اس کے ماں باپ کو پسند نہیں تھا۔

جی ہاں۔۔۔ جی ہاں۔ ناشاد بوکھلا کر رہ گیا۔

پھر کیا معلوم کرنا چاہتا ہوں؟

جی۔۔۔ وہ۔۔۔ یہ۔

شٹ اپ وہ بہت حسین عورت ہے ایکسٹو نے کہا۔ تم اس پر نظم کہنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگوں سے ملتی جلتی ہے۔

کہ کوئی اس کی نگرانی تو نہیں کر رہا۔

جی ہس میں سمجھ گیا۔

تم شراب پی کر تفتیش کے لیے نکلو گے؟

ارے جانب لاجلو ولا قوۃ۔۔۔ میں نے بالکل ترک کر دی ہے۔ یعنی میرا مطلب۔

ڈیوٹی پر بالکل نہیں پیتا۔ یقین فرمائیے۔

اس سے وثق کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔

وہی آدمی جس نے لڑکیوں کے جزیرے میں اسے غنڈوں سے بچایا تھا۔ ایک جنرل اسٹور میں مل گیا۔ جولیا کا سیمیٹکس خرید رہی تھی ایک بیک اس کی نظر کاؤنٹر پر داہی طرف پڑی، اسے وہی آدمی نظر آیا۔ وہ مختلف قسم کے پائپ دیکھ رہا تھا اور اس میں اتنا منہمک تھا کہ شاید اس کو جولیا کی موجودگی کی خبر ہی نہیں تھی۔ پہلے تو جولیا نے سوچا کہ چپ چاپ نکل جائے لیکن پھر۔۔۔ ایکسٹو کی ہدایت کا خیال آ گیا وہ سوچنے لگی ممکن ہے ایکسٹو بھی یہیں کہیں ہو۔

ایک بار دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔ لیکن اس آدمی کے چہرے پر بدستور وہی اجنبیت برقرار رہی۔۔۔ وہ پھر پائپوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے وہ جولیا کو نہ جانتا ہو۔ اس نے کا سیمیٹکس خریدیں اور انکا پیکٹ سنبھالتی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہ شاید ابھی

تک کوئی پائپ منتخب نہیں کر سکا تھا

جولیا غیر ارادی طور پر باہر رک گئی۔ اس کے بازوؤں میں سنبھالا ہوا پیکٹ زیادہ وزنی نہیں تھا۔ اس لیے اسے وہاں ٹھہرنا گراں بھی نہیں گزرا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی باہر آیا۔۔۔ فٹ پاتھ پر ہی رک کر چاروں طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے کسی کی تلاش ہو۔۔۔ جولیا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی۔۔۔ اس نے ایک بار پھر جولی کی طرف دیکھا اور اس انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگا جیسے بعض اجنبی راگیر ایک

بس تم نے یہی ایک کام کی بات معلوم کی ہے۔۔۔ اچھا پھر اس لڑکے کا کیا بنا؟

اوہو۔۔۔ اس کے متعلق تو میں بھی کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ کیپٹن خاور نے کہا۔

ہاں تمہیں سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ لڑکی کی کوش مزاجی اور کوش سلیقی کے متعلق پہلے معلوم کرو۔۔۔ کیپٹن کا ور۔

جی جناب۔

اج کل تم نے اپنی عقلوں کو چھٹی دے رکھی ہے۔۔۔ ایکسٹو نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔ اچھا مجھے اس لڑکے کا نام اور پتہ بتاؤ۔

عادل پرویز۔۔۔ سردار منزل۔۔۔ فلیٹ نمبر سات

اچھا بس۔۔۔ متہارا کام ختم۔ ایکسٹو نے کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا،

(11)

جولیا واٹر اس ملاقات کو اتفاقیت سمجھتی اگر ایکسٹو سے پہلے اس موضوع پر نہ گفتگو کر چکی ہوتی

اوہ تو چلے میری گاڑی موجود ہے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے

نہیں آپ کو تکلیف ہوگی۔

ہائیں اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔ مجھے تو خوشی ہوگی۔

وہ اسے اپنی کار کے قریب لے گئی اور وہ چھپلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

وہیں بیٹھیں گے آپ؟ جولیا نے پوچھا۔

جی ہاں ٹھیک ہے۔

اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا کہاں چلیے گا؟

کیرال اسکوائر میں رہتا ہوں۔۔۔ ریکسن اسٹریٹ۔۔۔ دیکھئے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔

جولیا نے ہکلا سا قہقہہ لگایا۔ اور کار چل پڑی۔۔۔ ریکسن اسٹریٹ تک خاموشی ہی رہی۔ جولیا کچھ نہ بولی۔ اور نہ پر اسرار آدمی نے کچھ کہا۔

دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ جولیا نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

وہ چونک پڑا اور ندامت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ معاف کیجئے گا یہ میری بد قسمتی ہے۔۔۔ ویسے میں یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں نے آپ کو کہاں دیکھا تھا۔

تعب ہے آپ اتنی جلدی بھول گئے ابھی چار ہی دن پہلے کی بات ہے ہم دونوں جزیرے والی نمائش میں ملے تھے اور آپ نے مجھے ان غنڈوں سے بچایا تھا

اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ اف فوہ۔۔۔ میں بھی کتنا بھلکوا ہوں۔۔۔ مجھے یاد آ گیا کہیئے آپ اچھی تو ہیں نا۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جلد از جلد جولیا سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔۔۔ لیکن کسی مجبوری نے پیر پکڑ رکھے ہوں۔۔۔ وہ بار بار سراونچا کر کے ادھر ادھر دیکھنے لگتا۔

کیا آپ کو جلدی ہے؟ جولیا نے پوچھا۔ آہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مگر کوئی ٹیکسی نظر نہیں آ رہی۔ میری کار تین دن سے ایک گہراج میں پڑی ہوئی ہے۔



سے ہو کوئی برا آدمی تھا۔ جولیا کانپ کر رہ گئی۔ اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔ گھبراؤ۔۔۔ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے جملہ انگریزی میں ادا کیا تھا مگر لہجہ پڑھے لکھوں کا سا نہیں تھا۔ اس نے پھر کہا۔ گاڑی چلاؤ اور اسے دریا کی طرف لے چلو۔۔۔ بقیہ باتیں وہیں ہوں گی۔

جولیا نے بادل نحواستہ کار اسٹارٹ کی۔۔۔ لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ کار چل پڑی تو اس آدمی نے کہا۔ محترمہ ایسے کام رات کی تاریکی میں سرانجام دیئے جاتے ہیں وہ تو کہیں میری نظر پڑ گئی۔ ورنہ آپ بڑی مشکل میں پڑ جاتیں۔۔۔ اب میں بہت تھوڑے معاوضے پر آپ کا یہ کام کروادوں گا۔۔۔ کسی کو کن وکان خبر نہ ہوگی مگر یہ کیا حماقت تھی۔ آپ بیچ سڑک پر کار روک کر گٹھری کھولنے لگیں جولیا کچھ نہ بولی اس کا سر بری طرح چکر رہا تھا۔

یہ شاید۔ اس آدمی نے کہا۔ آپ کی سہیلی کا بچہ ہے۔ یا آپ کی بہن کا۔ ایکا تو نہیں ہو سکتا مجھے یقین ہے۔

میں کچھ نہیں جانتی۔ جولیا نے بھارتی ہوئی آواز میں کہا۔ کسی نے مجھے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔

ارے اب مجھ سے کیا پردہ۔ میں تو آپ کی مدد کرنے جا رہا ہوں۔ اس طرح اسے ٹھکانے لگاؤں گا کہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہوگی۔۔۔ آپ صرف سو روپے مجھے دیجیئے گا۔۔۔

کیرال اسکوائر کے سامنے کار روک کر جولیا نیچے اتر آئی۔ لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ آدمی پچھلی سیٹ پر نہیں ہے۔ جولیا راستے بھر خیالات میں الجھی رہی تھی۔ اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی

لیکن یہ تو لازمی بات تھی کہ روانگی کی جگہ سے یہاں تک اس نے ٹریفک کا نشیبیل کے اشارے پر چوراہوں کے قریب گاڑی روکی ہو۔ وہ پچھلی سیٹ کی طرف گئی مگر سیٹ کالی نہیں تھی۔ وہاں پر کپڑے کی ایک گٹھری سی نظر آ رہی تھی۔ مگر اس نے یہ گٹھری پر اسرار آدمی کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔

وہ اسے کھولنے کے لیے جھک پڑی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی ہیلی کوپٹر میں بیٹھی ہوئی ہو اور وہ ہیلی کوپٹر بڑی تیزی سے زمین کی طرف جا رہا ہو۔ اس کی آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا اور پیشانی پر پسینہ پھوٹ پڑا۔

گٹھری میں ایک نوزائیدہ بچے کی لاش تھی وہ اسے بدحواسی میں جلدی سے ڈھانک کر اگلی سیٹ کی طرف بڑھ۔۔۔ اور دروازہ کھلو کر اسٹیرنگ کے سامنے ڈھیر ہو گئی وہ جلدی یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔ بہر حال میں۔۔۔ لیکن ابھی وہ کار بھی اسٹارٹ نہیں کر پائی تھی کہ ایک آدمی دروازہ کھول کر اس کے برابر آ بیٹھا یہ صورت ہی سے کوئی لفنگا معلوم ہو رہا تھا۔ ہر لحاظ

شارٹی پیچھے بیٹھ جاؤ۔ جولیا کے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

یہ خاتون مصیبت میں ہیں میں ان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔

بڑی اچھی بات ہے۔ شارٹی نے پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کار چل پڑی پھر آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔ دریا کی طرف محترمہ۔ پھر وہ شارٹی کو بتانے لگا کہ اسے ایک بچے کی لاش دکھائی دی۔ جب وی ریکسٹن اسٹریٹ میں کسی کا انتظار کر رہا تھا اور انہیں ہر حال میں ان خاتون کی مدد کرنی چاہئے۔

تم بالکل گدھے ہو۔ شارٹی بولا۔ خواہ کسی کے پھٹے میں ہاتھ ڈالتے ہو۔۔۔

اے آپ ہی سمجھ بوجھ لیتیں۔ ان سے پوچھو دے بھی سکیں گی سو روپے۔ کام تو برا خطرناک ہے۔

اتنی دیر میں جولیا کو بیچ مچ یہ محسوس ہونے لگا جیسے وہ مجرم ہی ہو۔ نوزائیدہ بچے کی لاش اسی سے رعلق رکھتی ہو۔

میں دوں گی۔۔۔ سو روپے اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ لیکن یہاں اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں۔

غریب آدمی ہوں زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ویسے اگر آپ بڑے دادا کے چکر میں پڑ گئی ہوتیں تو وہ ایک ہزار سے کم نہ لیتا۔ جولیا کچھ ایسی بدحواس تھی کہ سب کچھ بھول گئی تھی اسے صرف بچے کی لاش یاد تھی اور یہ آدمی جو یک بیک اس طرح مسلط ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے پھر کہا، ایسے کاموں کے لیے مجھے ہمیشہ یاد رکھیے۔۔۔ میں آپ کو اپنا پتہ دوں گا۔۔۔ وہ ٹھہریے۔۔۔ وہ اگلی گلی ہے نا۔۔۔ اس کے سامنے کار روک لیجئے گا۔ وہاں چائے خانے میں میرا ایک دوست ہے۔ اسے بھی ساتھ لے لوں گا وہ مجھ سے زیادہ چالاک ہے۔

جولیا نے سوچا موقع بہت اچھا ہے۔۔۔ یہ اپنے ساتھی کو بلانے کے لیے جائے گا اور میں چپ چاپ کھسک لوں گی۔ مگر وہ جولی سے بھی زیادہ ہوشیار تھا۔

جولیا نے گلی کے پاس کار روک دی۔ اسے توقع تھی کہ وہ اتر کر جائے گا لیکن اس نے وہیں کار میں بیٹھے بیٹھے پان والے کو آواز دی۔۔۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پکار کر کہا۔ زرا شارٹی کو بھیج دے۔

پان والے نے جولیا کو اس طرح دیکھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ پھر وہ خود ہی اپنی دکان سے کود کر چائے کانے میں جا گھسا۔۔۔ دو یا تین منٹ بعد ایک آدمی ہوٹل سے نکلا اور سیدھا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔۔۔ وضع قط سے کوئی دیسی عیسائی معلوم ہوتا تھا۔

ہم جیسے لوگ اگر مہربانی کرنے لگیں تو خود بھوکوں مرجائیں۔ ہم سے تو کسی کو ہمدردی بھی نہ ہو۔

پھر آپ جو کچھ بھی کہیے میں کرنے کو تیار ہوں۔

پولیس اسٹیشن۔ وہ غرایا۔

یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ۔۔۔؟

ٹھہریے میں بتاتا ہوں شارٹی نے پچھلی سیٹ سے کہا۔ آپ ہمیں ایک تحریر دے دیجئے گا۔

نہیں۔ اگے بیٹھے ہوئے آدمی نے غصیلی آواز میں کہا۔ تحریر کیا ہوگی نہیں روپے۔

تم پھر گھدے پن کی باتیں کر رہے ہو۔۔۔ ایک شریف خاتون ہیں ان کا اعتبار کرو ایک تحریر کا فی ہوگی جب یہ ہمیں رقم ادا کریں گی ہم تحریر واپس کر دیں گے۔

تحریر کی اہوگی؟ جولیا نے پوچھا۔

بہی کہ میں ایک نوازا اندہ بچے کی لاش چھپا کر پھینکنے کے لیے جارہی ہوں بچے کی باتیں

دیکھا بیٹا۔ شارٹی نے قہقہہ لگایا۔ میں ناکہتا تھا۔ کیوں اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔

آپ کے پاس سوس روپے نہیں ہیں؟ آگے بیٹھے آدمی نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

نہیں یہاں نہیں ہیں لیکن واپسی میں آپ میرے گھر چل سکتے ہیں۔

نہیں گھر ورنہ نہیں جانا۔ وہ ہتھے سے اکڑ گیا۔ یا تو آپ یہیں سو روپے ادا کیجئے۔ یا پھر میں آپ کو سیدھا پولیس اسٹیشن لے جاؤں گا۔

پولیس اسٹیشن کے نام ہی سے جولیا بوکھلا گئی۔ وہ وہاں اپنی اصلی حیثیت بھی نہیں ظاہر کر سکتی تھی۔ اصلی حیثیت تو ظاہر کرنے کا یہ مطلب تھا کہ وہ محکمے ہی سے الگ کر دی جاتی اور الگ ہو جانے کے بعد زندگی جیسی گزرتی ظاہر تھی محکمہ اتنی معقول تنخواہ کہ وہ ایک کار بھی رکھ سکتی تھی۔ رئیسوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی۔ اس کے خیال سے وہ کانپ گئی۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ ایکسٹو کو ان حالات کی خبر ضرور ہوگی۔ اور وہ اس کی طرف سے غافل نہ ہوگا۔۔۔ مگر اس وقت وہ کیا کرتی پولیس اسٹیشن تک معاملات کا پہنچ جانا ایکسٹو کے لیے بھی ناقابل برداشت ہوگا۔

دیکھئے آپ اتنی مہربانی کیوں نہیں کرتے۔ جولیا منمنائی۔

تھوڑی دیر بعد جولیا اس کی ڈائری پر اس کے قلم سے لکھ رہی تھی۔ وہ جو کچھ بھی بولا وہ لکھے گئی۔ آخر میں اس نے اپنا صحیح نام اور پتہ بھی لکھ دیا۔ وہ مطمئن تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ جو بھی کر رہی ہے ایکسٹو کی پسند کے مطابق ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ اسے چارہ بنا کر شکار کھیل رہا ہو۔ ایسی صورت میں اسے وہی کرنا چاہیئے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔۔۔

اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ نام اور پتہ درست ہی ہوگا۔ شارٹی نے ڈائری واپس لیتے ہوئے کہا۔

اگر آپ میرا ڈرائیونگ لائسنس دیکھنا چاہیں تو پیش کردوں اس پر بھی یہی پتہ تحریر ہے۔ اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔۔ دکھائیے ذرا۔

جولیا نے اسے اپنا ڈرائیونگ لائسنس دکھایا اور وہ مطمئن ہو گیا۔

مگر جولیا نے کہا۔ آپ ان روپیوں کی ادائیگی کس طرح چاہتے ہیں؟ جب آپ کہیں۔۔۔ ہم وصول کر لیں گے۔

اپ میں سے ایک آدمی اس وقت بھی میرے ساتھ چل سکتا ہے۔ لیکن دوسرے کو یہیں

ران پر ایک سیاہ داغ ہے۔ یہ میری سہیلی وادیو کا ناجائز بچہ تھا۔ میں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اوما دیوی دیوی کو بدنامی سے بچنا چاہتی ہوں۔ میں یہ سب کچھ باہوش و حواس لکھ رہی ہوں۔

اس تحریر سے کیا ہوگا؟ جولیا نے پوچھا۔

اگر آپ روپے ادا کریں گی تو یہ تحریر آپ کو واپس کر دی جائے گی۔ ورنہ دوسری صورت میں اس کا پولیس اسٹیشن پہنچ جانا لازمی ہوگا لاش ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

جولیا کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

بس تو پھر ٹھیک ہے گاڑی روکیئے میں آپ کو کاغذ قلم دیتا ہوں یہ رہی میری ڈائری۔ بس اسی پر لکھ دیجئے۔ پھر ہم آپ کو آگے جانے کی بھی زحمت نہ دیں گے۔

جولیا نے سڑک کے نارے کا روک دی۔ اب اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آ رہے تھے اس نے کہا۔ لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ خریدے دینے کے بعد بھی آپ مجھے دھوکا نہیں دیں گے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ آپ لاش میری گاڑی میں ہی چھوڑ جائیں نہیں۔۔۔ ہم بد عہدی نہیں کریں گے۔ شارٹی نے اطمینان دلایا۔

ہو

وہ اس کی دوستی کی خواہش مند ہے۔ اور اب زندگی بھر پتلون نہیں پہنے گی۔ پھر وہ دونوں ایک اچھے سے کینے میں جا بیٹھے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زیبا اسے چھوڑنا ہی نہ چاہتی ہو۔

عمران نے کئی بار اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن زیبا نے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا۔

اچھا زیبا صاحبہ برسبیل ترمزہ ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ اس سے مجھے غرض نہیں ہے۔

ضرور پوچھئے میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ اپنے متعلق سب کچھ بتاؤں گی۔

پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے متعلق بھی بتا دیجیئے۔ عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔ اور زیبا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں لیکن اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

اس کے متعلق۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟

بس یونہی۔۔۔ مجھے الجھاؤ کو سلجھانے میں لطف آتا ہے۔۔۔ تمہارے متعلق چھان بین

اترنا پڑے گا۔

ارے بس ختم کیجئے۔ شارٹی نے مسکرا کر کہا۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے ہم کسی دن بھی آپ کے گھر آ جائیں گے۔

جب دل چاہے جولیا بولی۔

وہ دونوں اتر گئے۔۔۔ شارٹی گٹھری اٹھائے ہوئے تھا۔ یہ لوگ دریا سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے، اور یہ سڑک بھی قریب قریب ویران ہی تھی۔ جولیا نے بڑی جلدی کارگھمائی اور شہر کی طرف بھاگ نکلی۔

(12)

عمران کافی دیر سے زیبا کو ہنس رہا تھا۔ اور وہ اس طرح گھل مل گئی جیسے وہ دونوں برسوں پرانے دوست ہوں۔ وہ اب ساری میں رہنے لگی تھی۔ اور آج کو وہی عمران کو سڑک کے ایک فٹ پاتھ پر مل گئی تھی۔ عمران تو منہ چرا کر نکلا جا رہا تھا۔۔۔ عمران نے اسے کہا بھی کہ وہ اسے نہیں جانتا۔ وہ دونوں زندگی میں پہلی بار مل رہے ہیں لیکن زیبا سر ہو گئی۔ وہ کہنے لگی جو کچھ بھی

کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

بس، میں ایک بیضرر شہری ہوں بس اور کچھ نہیں۔۔۔ مجھے تفریحات کے لیے بہت وقت لگتا ہے اور میری تفریح یہی ہے کہ میں بے تکی حرکتیں کرتا پھروں مثلاً یہی کہ تمہیں پانوں کا استعمال چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔

ا پ میرے دوست ہیں؟

یقیناً۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

تو پھر آپ اس گفتگو کو اب یہیں ختم کر دیجئے۔ ورنہ سچ مچ میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔

چلو ختم کر دیا۔۔۔ اچھا اب مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔ ہم دوست ہی کیسے جب ایک دوسرے کے متعلق کچھ نہ جانیں۔

میرے متعلق بھی آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے۔

میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ تمہارا نام زیبا ہے لیکن زیبا خود تمہارا ہی منتخب کی اہوا

کرتے وقت یہ چیز سامنے آئی تھی اور میں اب بھی الجھن میں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے پچھلے چار دنوں میں کتنی رقم وصول کی ہے اور کتنی ماہنامے کے دفتر میں جمع کی ہے۔

یہ مجھ سے نہ پوچھئے۔ زیبا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

خیر نہ بتاؤ۔۔۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہیں ایک دن میری مدد کی ضرورت محسوس ہوگی۔

ا پ میری کیا مدد کریں گے؟

میں۔۔۔ میں تمہیں اس طرح نہیں مرنے دوں گا جس طرح دوسری لڑکیاں مرتی ہیں میں تمہارے چہرے پر کسی وزنی گاڑی کا پہیہ نہیں چلنے دوں گا اگر تمہیں ایسے ہی انجام کا خوف نہ ہوتا تو تم نے میرے متعلق ان لوگوں کو بہت کچھ بتا دیا ہوتا۔۔۔ تم جانتی ہو کہ تمہیں ایسی صورت میں زندہ رکھنا پسند نہیں کریں گے جب تمہاری اصلیت کسی دوسرے پر ظاہر ہو جائے۔۔۔ ماہنامے کا ایڈیٹر تم ہر اوتما کرتا ہے مگر تمہاری اصلیت سے واقف نہیں ہے۔۔۔ اور تم اسے دھوکا بھی نہیں دیتیں اس کی رقومات ان کے حساب میں جمع ہو جاتی ہیں۔۔۔ مگر بڑے منی آ رڈروں اور بنکس کا اسے بھی علم نہیں ہے۔

ا پ بہت کچھ جانتے ہیں سچ بتائیے آپ کون ہیں؟ زیبا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ

ہمدردی نہیں ہے میں تباہی اور بربادی دیکھنا چاہتی ہوں۔ نوع انسان کی تباہی اور بربادی کو اہ و ایٹم بموں کے ذریعے ہوا ہو خواہ ان ایٹموں کے ذریعے جو انسان کے جسم وزہن میں ہائے جاتے ہیں۔ میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں اس سے شرمندہ نہیں ہوں۔ مجھے آدمیوں ہی انت تباہ کیا ہے۔ مجھے میرے باپ نے تباہ کیا ہے سوتیلی ماں نے تباہ کیا ہے۔ وہ دونوں مجھ پر بے انتہا مظالم کرتے تھے۔ میں بچی تھی۔ جو ناتھی اس وقت میرا باپ مجھے بیدوں سے پٹا کرتا تھا۔ سوتیلی ماں جو عمر میں مجھ سے تھوڑی ہی بڑی تھی مجھے بھوکا رکھتی تھی۔

خوامخواہ مجھے آوارگی اور بد چلنے کے الزام دیتی تھی۔ حالانکہ میں مقدس فرشتوں کی قسم کھا سکتی ہوں کہ اس وقت میں پاکدامن تھی مجھے نفرت ہو گئی عورتوں سے نفرت ہو گئی۔ مردوں سے نفرت ہو گئی۔ حتیٰ کہ ماں بننے سے بھی نفرت ہو گئی جو ہر عورت کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ اب میں بہت خوش ہوں۔۔۔ لڑکیاں کو دوکوپتختی ہیں۔ میں ان سے رفیس وصول کر کے انہیں پہنچاتی ہوں جو لڑکیوں کو عصمت فروشی پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ لڑکیاں خود تباہ ہوتی ہیں اور اب معاشرے کو تباہ کر رہی ہیں۔ میرے باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہو رہا ہے اور میری سوتیلی ماں ایسی لڑکیاں جن رہی ہے جو اس کا کلیجہ ٹھنڈا کریں گی۔۔۔ اس سیلب کو کون روک سکے گا۔۔۔ کوئی نہیں کوئی بھی نہیں۔

نہیں تم اتنی بری نہیں ہو جتنی خود کو سمجھتی ہو۔ عمران نے سر ہلا کر سنجیدگی سے کہا۔

نام ہے ورنہ تمہارا نام زہرہ جمال ہے مگر تمہیں مرد بننے کا خط ہے۔۔۔ ایک زمانے میں تم زہرہ جمال کے بجائے مرتخ جلال ہو گئی تھیں۔ اور اسی وقت سے تم پتلون پہنتی آ رہی تھی۔۔۔ پھر تم نے اپنا نام زیبا رکھ لیا۔۔۔ کیونکہ مرتخ جلال مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔۔۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تم اس گروہ میں کیسے آ پھنسیں۔

اوہ میرے خدا۔۔۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں اور اگر آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں تو پھر آپ ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہیں وہ لوگ آپ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔

اوہ میں سمجھتا ہوں می جانتا ہوں کہ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں مگر اب میں اس گروہ کا قلع قمع کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں میں اسے توڑ دوں گا تم دیکھتی رہو

مجھے یقین نہیں ہے۔ کیا آپ کی پشت پر پولیس ہے؟

نہیں میں بالکل تنہا ہوں ہر وقت تنہا رہتا ہوں۔ حتیٰ کہ میری جیب میں ایک قلمتراش تمہیں نہ ملے گا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ میں اس گروہ کو توڑ دوں گا کیا کبھی ضمیر ملامت نہیں کرتا؟

کبھی نہیں۔ زیبا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ میرے دل می انسانیت کے لیے زہرہ برابر بھی



ختم کرو۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم ساری رقم کو بڑے نوٹوں میں تبدیل کر کے ایک پیکٹ بناتی ہو اور سڑک پر لگے ہوئے ایک لیٹر بکس میں ڈال دیتی ہو۔ پیکٹ سادہ ہوتا ہے اور اس پر کسی کا نام یا پتہ تحریر نہیں ہوتا۔

کیا آپ کوئی سرکاری سرانگرساں ہیں۔ زیبانے اسے گھور کر پوچھا۔

نہیں می ایک بے ضرر شہری ہوں تم اس کی فکر نہ کرو۔ اگر تمہارا دل چاہے تو اپنے گروہ سے بھی میرا تذکرہ کر سکتی ہو۔ حالانکہ ان میں سے کسی کو بھی تم نہ جانتی ہو گی میرے علم می یہی ہے کہ میں ان لوگوں کے طریقہ کار سے بھی واقف ہوں تم اگر چاہو تو اس پیکٹ می ایک خط رکھ سکتی ہو۔ سرغنہ کو میرے وجود کا علم ہو جائے گا۔

نہیں میں ایسا نہیں کروں گی۔

جان کے خوف سے؟ عمران نے پوچھا۔

نہیں مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں ہے۔

پھر کیا بات ہے۔۔۔؟

تمہارا ضمیر زندہ ہے۔ تم اسے برا سمجھتی ہو۔ اسے تباہی سمجھتی ہو مگر تم خود ایک آگ میں سلگ رہی ہو اس لیے تمہیں اس عظیم جہنم کی آج محسوس نہیں ہوتی ویسے تم اسے جہنم ہی سمجھتی ہو۔ جنت نہیں وہ لوگ جو اس کے ذمہ دار ہیں ان لوگوں کے ضمیر البتہ مردہ ہو چکے ہیں کیونکہ یہ انکا مزلس ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ اس کا مسہ تمہیں مالی منفعت ہوتی ہوگی۔

نہیں میں اپنا پیٹ پالنے کے لیے ماہنامے کے دفتر میں کام کرتی ہوں انہوں نے مجھ سے بھی پیشہ کرانا چاہا تھا مگر میں نے صاف منع کر دیا کہ میں مرد ہوں۔ پھر وہ کافی عرصے تک مجھے لڑکیوں کو پھانسنے کا کام سونپتے رہے۔ پھر اس کام پر لگا دیا۔ اچھا بس اب میں اور کچھ نہیں بتاؤں گی۔

میں خود ہی نہ پوچھوں گا۔۔۔ کیونکہ اس سے زیادہ تم جانتی ہی نہ ہوگی۔ کیا تم اس آدمی سے واقف ہو جو اس گروہ کا سرغنہ ہے

نہیں میں نہیں جانتی۔

پھر تم سے کچھ پوچھنا ہی فضول ہے۔ میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تم وہ رئیس کسے بھیجتی ہو

میں اگر بتا دوں تو تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

انجام۔۔۔ تم مطمئن رہو۔ ان میں سے کوئی بھی تم سے سو روپے وصول کرنے نہیں آئے گا اب سر اکام خط و کتابت کے ذریعے ہوگا۔۔۔ تم چونکہ غیر ملکی ہو اس لئے اونچے طبقے میں بہت جلد مقبولیت حاصل کر سکتی ہو۔ لہذا خلیل ہے کہ تم سے کم از کم ایک ہزار روپے ہفتہ وار کا مطالبہ کیا جائے گا۔

لعنت ہے۔ میں ایک آدھ کو شوٹ کر دوں گی جو لیا جھنجھلا گئی۔

اس طرح ت سارا کھیل بگاڑ دوگی می کہتا ہوں نہ کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

اب میرے لیے کیا کام ہے؟

اب تمہارے لیے بہت ہی اہم کام۔ تمہارے علاوہ کوئی اسے انجام نہیں دے سکتا۔۔۔ سردار منزل کے ساتویں فلیٹ میں ایک لڑکا عادل رہتا ہے۔ اس سے دوستی کرو۔ وہ اس مقتولہ کا دوست تھا جس کی لاش کچھ دن پہلے ملی تھی۔۔۔ تم نہایت آسانی سے اس لڑکی رابعہ کی سہیلی بن سکتی ہو بلکہ تم اس سے یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ تم رابعہ کی رازدار تھیں یعنی ان دونوں کے رومان کا تمہیں علم تھا۔۔۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ رابعہ نے کبھی تمہارا ذکر نہ کیا۔۔۔ اس کے جواب میں زیادہ باتیں بنانے کی کوشش نہ کرنا بلکہ لاپرواہی سے کہہ دینا کہ نہ کیا ہوگا۔۔۔ بقیہ میں تمہاری زہانت پر چھوڑتا ہوں۔

کچھ بھی نہیں میں صرف اپنا کام سرانجام دینا چاہتی ہوں اور بس۔ میرے گرد و پیش کیا ہو رہا ہے اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔

خیر۔ عمران نے ایک طویل انگریزی لی اس شہر میں ایک دن کون کے دریا ضرور بہیں گے۔ جس کی تمام تر زمہ داری مجھ پر ہی ہوگی۔

ہاں تم مجھے ایسے ہی معلوم ہوتے ہو۔ زیبانے کہا اور خاموش ہو کر سوچنے لگی۔

(13)

ٹیلیفون کا ریسپور بڑی دیر سے جولیا کے ہاتھ میں تھا اور وہ ایکسٹو کو اپنی پتلا سنار ہی تھی۔ جب وہ خاموش ہوئی تو دوسری طرف سے آواز آئی۔

بالکل پرواہ نہ کرو۔۔۔ سب کچھ میری نظر میں ہے۔۔۔ میں اس وقت بھی تم سے زیادہ دور نہیں تھا جب تم شارٹی کی ڈائری میں کچھ لکھ رہی تھی۔۔۔ اگر تم اسے وہ تحریر نہ دیتیں تو مجھے بہت صدمہ ہوتا۔۔۔ تم واقعی ذہین ہو۔

مگر اس کا انجام؟

(14)

شیلا غائب۔۔۔ ناہید غائب شیلا کا تو خیر پتہ ہی نہیں معلوم تھا۔ لیکن ناہید فی الحقیقت شدا بنگر کے ماڈل گرلز اسکول کی ایک استانی تھی گرلز اسکول میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ماہ کی چھٹی پر ہے۔۔۔ اور گھر پر یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ پچھلے کئی دنوں سے لاپتہ ہے۔۔۔ عمران کے لیے یہ لمحہ فکریہ تھا یہ تو اس کے سامنے کئی مجرم تھے اور وہ انہیں ہر وقت پکڑ سکتا تھا لیکن یہ اس کے پروگرام میں نہیں تھا۔ وہ تو دراصل اس گروہ کا طریقہ کار معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسی کے ذریعے اس کی رسائی اصل مجرم تک ہو سکتی تھی۔ پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کی تفتیش کرا کے وہ زیبا تک پہنچا تھا۔۔۔ پھر زیبا کے ذریعے وہ لیٹر بکس اس کے علم میں آیا جہاں وہ ایک مخصوص تاریخ پر بڑے نوٹوں کا ایک پیکیٹ ڈالا کرتی تھی۔ اب وہ لیٹر بکس اس کی توجہ کا مرکز تھا۔

اس کی تلاش اسے اس لیے تھی کہ وہ اس سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا تھا وہی بات جس کی طرف شیلا نے اشارہ کیا تھا یعنی ناہید ان لوگوں کو اطلاع دے گی کہ شیلا ایک سرکاری سرانرساں کے چکر میں پھنس گئی ہے۔ شیلا کی یہ بات درست بھی نکلی تھی کیونکہ تھوڑی دیر بعد دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں چند نامعلوم آدمی ناصرف داخل ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اندر گھسنے کی بھی کوشش کی تھی۔۔۔ ایسی صورت میں فی الحال اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاسکتا تھا کہ

کیا آپ میرے کام سے مطمئن ہیں۔۔۔؟

بہت مطمئن ہوں جولیا۔ تم بہت زہیں ہو۔۔۔ بقیہ لوگوں سے کہیں زیادہ۔۔۔

میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ جولیا نے کسی ننھی سی بچی کی طرح منمننا کر کہا۔

کیا کرو گی۔۔۔ اس سے کیا فائدہ تم نے مجھے سینکڑوں بار دیکھا ہے مگر نظر انداز کر گئیں۔ میں اس قابل ہی نہیں ہوں کی تم مجھے ایکسٹو سبجھ سکو۔

میں آپ کو۔۔۔۔۔ جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

ہاں کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

کچھ نہیں۔۔۔ جناب میں خود بھول گئی۔ جولیا بوکھلا کر بولی۔

اچھا بس۔ اب اپنا کام شروع کر دو۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ جولیا بڑی دیر تک ریسپور ہاتھ میں لیے بیٹھی رہی۔

دینے کے بعد وہ محفوظ نہ رہ سکے گی۔ وہ کسی ایسے آدمی کو کب چھوڑنے لگے جو پولیس کی نظر میں آ گیا ہو

عمران کی نظر میں ناہید اور شیلہ کا غائب ہو جان بھی اس بات کا کھلا ہوا ثبوت تھا کہ گروہ والوں کی کسی نئی سازش کا شکار ہو گئیں اور یہ بات اسے شیلہ نے ہی بتائی تھی کہ گروہ کے لیے کام کرنے والی لڑکیوں کے برے انجام کی اطلاع ہر لڑکی کو دی جاتی ہے۔ انہیں منبہ کیا جاتا ہے کہ پولیس والوں کی نظر میں آ جانے کے بعد انکا بھی وہ انجام ہو سکتا ہے۔

عمران آج صبح ہی سے زیبا کے پیچھے لگا رہا تھا آج یہ کام وہ خود ہی کرنا چاہتا تھا اس لیے میک اپ بھی کرنا پڑا۔۔۔ چونکہ زیبا اسے بہت قریب سے دیکھ چکی تھی اس لیے اسے میک اپ کے بغیر چلنا دشوار ہی تھا۔

زیبا نے حسب معمول پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے منی آرڈر وصول کیے پوسٹ آفس سے واپسی کے بعد بقیہ وقت دفتر ہی میں گزرا۔۔۔ پھر اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑی۔ پانچ بجے سے آٹھ بجے تک فلیٹ ہی میں رہی۔۔۔ آٹھ کے بعد پھر باہر آئی۔۔۔ ایک ٹیکسی لی اور کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔ عمران اپنے ٹوسیٹر میں بیٹھا اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ گیرال اسٹریٹ کے موڑ پر زیبا اتر گئی۔ اب وہ گیرال اسٹریٹ میں پیدل چل رہی تھی۔ عمران

ناہید نے انہیں اطلاع دی ہوگی۔۔۔ لہذا اب عمران یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انہیں اطلاع دینے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کیا تھا۔

عمران نے ناہید کے لیے بہت تگ و دو کی لیکن اس کا سراغ نہ مل سکا۔۔۔ ابھی ایک پیچیدہ مسئلہ باقی تھا مقتولہ رابعہ کی لاش۔۔۔ جسے اس کی ماں نے رابعہ کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا لیکن اس کے جسم پر رابعہ ہی کے کپڑے تھے۔ حتیٰ کہ پیر کے زخم پر پٹی بھی وہی تھی جو رابعہ نے اپنے پیر کے زخم پر باندھی تھی۔۔۔ لیکن اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ رابعہ کی لاش ہرگز نہیں تھی۔ رابعہ کی ماں اگر بیان نا بھی دیتی تو بھی اس میں شبہ باقی رہ جاتا کہ یہ رابعہ کی لاش ہے۔۔۔ کیونکہ پیر کے زخم کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔۔۔ ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ پیرک ازخم موت سے پہلے کا نہیں ہو سکتا۔ وہ موت کے بعد ہی وجود میں آیا ہوگا۔۔۔ بہر حال اس سے عمران نے نتیجہ اخذ کیا کہ کسی اور کی لاش رابعہ کی لاش بنا کر منظر عام پر لائی گئی تھی۔۔۔ مقصد جو بھی رہا ہو۔ مقصد ہی معلوم کرنے کے لیے جولیا کو عادل پرویز کے پیچھے لگا یا تھا۔

آج تو عمران زیبا اور لیٹر بکس کے چکر میں تھا۔ کیونکہ آج معمول کے مطابق وہ پیکٹ کو لیٹر بکس میں ڈالنے والی تھی عمران کو یقین تھا کہ زیبا نے اپنی اور اسکی گفتگو کے متعلق اپنے گروہ والوں کو مطلع نہ کیا ہوگا۔۔۔ وہ کافی چالاک تھی۔ اس نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ گروہ والوں کو آگاہ کر

عمران نے اپنی رانوں میں زور زور سے چٹکیاں لے کر نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ نہ جانے کیوں یہاں اس فٹ باتھ پر اسے گھر سے زیادہ آرام مل رہا تھا۔ آرام اور نیند میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ نیند آتی رہی اور وہ اسے اپنے ذہن سے جھٹک دینے کی

وہ پھر اپنی جگہ واپس آ گیا۔۔۔۔۔ چونکہ پہلے سے اس مہم کا پروگرام تھا اس لئے ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ وہ رات بھر یہیں سڑک پر رک کر لیٹر بس کی نگرانی کرنا چاہتا تھا۔ کار اس نے سڑک پر چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔ اسی کار میں پھٹے پرانے کپڑوں کا جوڑا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے ایک دوکان سے سلیمان کو فون کیا کہ وہ کار وہاں سے لے

کام روک کر پیکٹ کی طرف جھپٹا اور پھر اسے وہاں سے اٹھا کر واپس آیا۔ وہ اسے چاک کرتا ہوا کہہ رہا تھا کچھلی بار والے پیکٹ سے دو تین بڑی مزیدار تصویریں نکلی تھیں۔

اس نے پیکٹ کو کھول ڈالا مگر دوسرے ہی لمحہ میں بولا۔ دھت تیری کی یہ تو پرانا اخبار ہے۔ اور پھر اس نے اخبار نکال کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور لفافے کے پرزے اڑا دیئے۔ عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی اور وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا وہ سوچنے لگا۔۔۔۔۔ ان دونوں کی گفتگو سے یہی ظاہر ہوا تھا جیسے اس سے پہلے بھی وہ اسی قسم کے پیکٹوں سے دوچار ہو چکے ہیں۔ خصوصاً پیکر کا رویہ۔۔۔۔۔ اس نے جھلاہٹ ہی میں اسے دور پھینک دیا تھا۔ گویا اس سے پہلے بھی پرانے اخبار ہی کی طرح کی فضول چیزیں پیکٹوں سے برآمد ہوتی رہی تھیں۔ یہ بھی تو ممکن نہیں تھا کہ کسی نے اصل پیکٹ

لیٹر بکس سے نکال کر اس کی جگہ دوسرا ڈال دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا بھی تو عمران کو کیوں نہ خبر ہوئی کیونکہ وہ رات بھر لیٹر بکس کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ عمران الجھن میں پڑ گیا آخر اس پیکٹ میں ردی اخبار ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

عمران وہاں سے اٹھ کر دوسرے فٹ پاتھ پر چلا آیا۔ اسی پان والے سے دو سگریٹ خریدے۔ ایک سلگالیا اور دوسرے کوکان پر رکھ کر نیچے پڑا ہوا اخبار اٹھانے لگا۔

کوشش کرتا رہا۔

یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بڑبڑایا جب اجالا پھوٹنے لگات بھر لیٹر بکس کے قریب کوئی سایہ تک نظر نہیں آیا تھا۔

اب وہ اس پیکر کا انتظار کرنے لگا جو ڈاک نکال کر لے جاتا اس نے سوچا ممکن ہے۔۔۔ وہ پیکر بھی اس گروہ کا کوئی آدمی ہو مگر یہ بات قرین قیاس نہیں تھی ضروری نہیں کہ ایک ہی آدمی ہمیشہ ڈاک نکالتا رہے لہذا یہ طریقہ تو اختیار کیا ہی نہیں جاسکتا۔ پھر دھوپ بھی پھیلنے لگی۔ عمران جہاں تھا وہیں رہا۔

تقریباً سات بجے ایک آدمی ڈاک نکالنے کے لئے لیٹر بکس کا قفل کھولنے لگا۔ عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے خطوط نکالے ان میں سرخ رنگ کا وہ پیکٹ موجود تھا۔ نہ جانے کیوں پکرنے اسے اٹھا کر دور سڑک پر پھینک دیا۔

لیٹر بکس کے قریب والی پان کی دوکان کے مالک اپنی دوکان کھولنے جا رہا تھا۔ اس نے پیکر سے پوچھا۔ کیوں چاچا۔ کیا پھینک دیا۔

ارے لالہ۔۔۔ وہی پیکٹ نہ جانے کون حرامزادہ مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ پان والا اپنا



جولیا نافٹ واٹر وہ خط دیکھ کر سر اسیمہ ہو گئی۔ حالانکہ ایکس ٹو نے پہلے ہی اس کی پیشگوئی کر دی تھی۔۔۔۔۔ خط کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔۔۔۔۔ تحریر ٹائپ میں تھی۔۔۔۔۔ اس میں جولیا سے کہا گیا تھا کہ وہ ہر ہفتہ سات سو روپے ادا کرے ورنہ اس کی وہ تحریر پولیس کے حوالے کر دی جائے گی۔ جو اس نے ایک نوزائیدہ بچے کی لاش کے سلسلے میں دی تھی۔۔۔۔۔ رقم پوسٹ بکس نمبر دو سو تیرہ کے پتہ پر بھیجی چاہئے اور بہتیری دھمکیاں تھیں۔۔۔۔۔۔۔ آخر میں کہا گیا تھا کہ وہ یہ رقم ادا کر سکتی ہے کیونکہ اگر وہ چاہے تو اعلیٰ طبقے کے لوگوں کو بہ آسانی پھانس سکتی ہے بہر حال لب لباب یہ تھا کہ اگر وہ جائز طریقوں سے رقم حاصل نہیں کر سکتی تو اسے اپنی جان بچانے کے لئے کوئی ناجائز طریقہ اختیار کرنا ہی پڑے گا۔

جولیا نے خط لکھنے والے کو بیشمار گالیاں دیں اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔۔۔۔۔ پھر اس نے کئی بار اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے پاس عادل پرویز کے متعلق بھی ایک اہم خبر تھی۔

دوبجے کے قریب خود ایکس ٹو کا فون آیا۔ جولیا اسے موصول ہونے والے خط کے متعلق بتا کر بولی۔ عادل پرویز کے متعلق سنئے اب اس نے وہ بات بھی مجھے بتائی ہے جو پولیس کو بھی نہیں بتائی تھی وہ کہتا ہے کہ حقیقتاً ان دونوں نے فرار ہونے کا پروگرام بنالیا تھا۔ مگر عین وقت پر وہ پراسرار طور پر غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ اس کا بیان ہے کہ وہ شادی کرنا چاہتے تھے مگر رابعہ کا باب

اخبار کو اٹھا کر وہ وہاں سے چل پڑا۔۔۔۔۔ وہ سوچنے لگا کیا زبانی اسے الو بنایا تھا مگر وہ تو ابھی حال ہی میں اس بات سے واقف ہوئی تھی کہ کوئی اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا ہے۔۔۔۔۔ ڈاک نکالنے والے پیکر اور پان والے کی گفتگو کا ماحصل اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ اس قسم کے پیکٹ ہمیشہ لیٹر بکس میں ملتے رہے ہیں اور ان میں سے فضول چیزیں ہی برآمد ہوتی رہی ہیں۔ یہ مسئلہ چکر ادینے والا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے غسل کیا اور لباس تبدیل کرنے کے بعد ناشتے کے لئے غل غپاڑہ مچانے لگا۔ اس کی دوست روشی اب اس کے ساتھ نہیں رہتی تھی۔۔۔۔۔ سارا کام اس کا نوکر سلیمان ہی سنبھالے ہوئے تھا۔

ناشتہ کر چکنے کے بعد عمران نے وہی اخبار میز پر پھیلا دیا جو اس پیکٹ سے نکالا تھا۔ کچھلی تاریخوں کا اخبار تھا۔ ایک جگہ حاشیے پر اسے نیلے روشنائی کی تحریر نظر آئی۔۔۔۔۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔ کچھ رقمیں جوڑی اور گھٹائی گئی تھیں۔ اکثر لوگ اخبار کے حاشیوں پر اس قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں پھر اسے کچھ دستخط نظر آئے اور عمران بے ساختہ جھک کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ پھر یک بیک کرسی سے اچھل پڑا۔



ہاں میں کھر درا ہوں۔۔۔۔۔ اس لئے ہر وقت خوش رہتا ہوں، مجھے کوئی غم نہیں ہے۔  
جولیا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کہے۔۔۔۔۔ اور ایکس ٹو نے بھی سلسلہ منقطع  
کر دیا۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں جولیا اس ہو گئی تھی۔

16

عمران زیبا سے پھر ملا۔۔۔ وہ دونوں ماہنامہ کمر لچکدار کے دفتر کے سامنے ہی ایک  
دوسرے سے ٹکرا گئے تھے زیبا اسے دیکھ کر ہنس پڑی۔

میں آج کل دن رات تمہارے متعلق سوچا کرتی ہوں نہ جانے کیا بات ہے۔

سوچتی ہوگی کہ اس کی بدولت ضرور جیل نصیب ہوگی۔

ہونہہ۔ اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو تمہیں اتنا کچھ کبھی نہ بتاتی۔

مجھے ان ساری لڑکیوں سے ہمدردی ہے جو اس جال میں پھنس گئی ہیں عمران نے کہا۔

اچھا سچ بتانا پتلون کا کیا قصہ تھا۔۔

اس رشتے کو پسند نہیں کرتا تھا وہ دونوں ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں

یعنی مسٹر ہارپر کے دفتر میں ایکس ٹو نے پوچھا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔ مگر یہ مرد بھی بڑے الو کے پٹھے ہوتے ہیں۔ عادل  
پرویز کو مجھ میں رابعہ کی جھلکیاں نظر آنے لگی ہیں وہ گھنٹوں میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے روتا  
رہا ہے۔۔۔۔۔ کہتا ہے کہ تم دن میں ایک بار اپنی صورت ضرور دکھا دیا کرو۔۔۔۔۔ ورنہ میں  
مر جاؤں گا۔

جواب میں ایکس ٹو نے قہقہہ لگایا اور بولا عورتیں بھی ایسی ہی الو کی پٹھی ہوتی ہیں۔ کوئی  
خاص بات نہیں ہے وہ آدمی کو بری طرح الو بناتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ورڈ سورٹھ ہو جاتا ہے، کیٹس  
ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ یا رن ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ میر ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ غالب ہو جاتا  
ہے۔۔۔۔۔ دفتر کے دفتر سیاہ کرتا ہے۔۔۔۔۔ مگر مقصد۔۔۔۔۔ مقصد ان سب کا  
صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک بچے کا باپ بننا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک بحث طلب مسئلہ  
ہے۔۔۔۔۔ مگر میرے پاس فی الحال وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ پھر کبھی سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

آپ بڑے کھر درے ہیں جولیا بولی۔



لڑکی کے سلسلے میں، میں نے اس کا نام بھی سنا تھا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ میں بڑا بدنصیب ہوں لڑکی جان سے گئی۔ میں بدنام ہو گیا۔۔۔ اور اب

مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دیتا ہے۔

وہ کیا قصہ ہے، سنا ہے تمہاری بیگم اسے اپنی لڑکی کی لاش تسلیم نہیں کرتیں۔۔۔ ہار پر نے پوچھا۔

جی ہاں اور مجھے بھی شبہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ میری لڑکی کی لاش ہی نہیں تھی کسی نے اسے میری لڑکی کی لاش ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایسا کون ہو سکتا ہے جسے تمہارے لڑکی کا وہ لباس مل سکے جو پہنے ہوئی تھی۔ ہار پر نے حیرت سے کہا۔

اس کے باپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ہار پر ہی نے تھوڑی دیر بعد کہا کیا وہ عادل پرویز نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ دونوں شادی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن تم اس کے خلاف تھے

مقتولہ رابعہ کا باپ بہت پریشان تھا۔۔۔ پولیس نے اتنے دنوں میں اسے تنگ کر دیا تھا۔۔۔ دوسری طرف عادل پرویز اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ اسی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ تھا۔۔۔۔۔ اور وہ خود منیجر۔۔۔۔۔ کاروبار مسٹر ہار پر کا تھا۔۔۔ یہ فرم بڑے پیمانے پر ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کام کرتی تھی۔

رابعہ کا باپ کمزور دل کا آدمی تھا۔۔۔۔۔ عادل پرویز اٹھتے بیٹھتے اسے دھمکیاں دیتا رہتا۔۔۔ اسے ڈراتا اور سہاتا۔۔۔۔۔ آخر تنگ آ کر آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ کم از کم عادل پرویز کو اس فرم سے نکلا ہی دے گا۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رات کو مسٹر ہار پر کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ ہار پر آجکل اس پر بہت مہربان تھا کارڈ ملتے ہی اس نے اسے اندر بلوایا۔۔۔ ہار پر ایک اچھے تن و توش کا آدمی تھا۔ عمر زیادہ نہیں تھی جو ان ہی معلوم ہوتا تھا۔ ایک دیسی عیسائی تھا۔

عادل پرویز میرے لئے بہت تکلیف دہ ہو گیا ہے جناب۔۔۔ اس نے کہا۔

کیوں کیا بات ہے۔۔۔۔۔ عادل پرویز۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری

مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو مسٹر ہارپر۔۔۔ سیاہ فام آدمی نے کہا۔

نہیں مجھے تمہارے مقدر پر ہنسی آرہی ہے۔۔۔ ہارپر نے پرسکون لہجے میں کہا۔ کیونکہ تم جس آسانی سے یہاں آئے ہو اسی طرح واپسی نہ ہوگی۔

Released on 2008

بس اتنا ہی آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں عادل پرویز کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔  
اور کوئی بات۔۔۔

Page 66

کیوں میری مدد کے لئے کیوں نہ آئے گا

سنتھلیک گیس کے صرف تین غبارے ان کے لئے کافی ہوئے ہیں انہیں گھنٹوں ہوش نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ سمجھے اور اب تم میرے بے آواز ریوالور کے رحم و کرم پر ہو۔

تم کیا چاہتے ہو

رابعہ کی واپسی۔۔

کیا بکو اس ہے تم کس رابعہ کی بات کر رہے ہو۔

عادل پرویز کی محبوبہ کی بات ہے۔۔۔۔۔ ڈیر مسٹر ہار پر۔۔۔

میں اسے کیا جانوں۔۔

آہ اتنے بھولے نہ بنو۔۔۔۔۔ کیا تم نے اس وقت اسے اپنے آدمیوں سے نہیں اٹھوایا تھا جب زینے سے تھوڑے ہی فاصلے پر عادل پرویز کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ کیا تم عرصہ سے اس پر نظر نہیں رکھتے تھے۔۔۔ کیا وہ اکثر تم سے بھی نہیں ملتی رہتی تھی۔۔۔۔۔ میرے پاس واضح ثبوت ہے۔۔۔

ہو سکتا ہے بھیروں ہی کا وقت آ جائے

ہار پر پھر خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا۔

تم ابھی عادل پرویز کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے۔۔۔ سیاہ فام نے پوچھا۔

اچھا تو تم عادل پرویز ہو۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں پہلے کیوں نہ پہچان سکا ہار پر نے مسکرا کر کہا۔

میں کوئی بھی ہوں اس سے تمہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔ یہ معلوم کر کے تم نہ فائدے میں رہو گے اور نہ نقصان میں۔

شٹ اپ دفعتاً ہار پر بہت زور سے چیخا۔۔۔۔۔ میں بدتمیزوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اپنی حیثیت کو نہ بھولو۔۔

اور میں تمہیں ایک دوسری نصیحت کروں گا۔۔۔۔۔ سیاہ فام نے آہستہ سے کہا۔

بیکار حلق نہ پھاڑو۔۔۔۔۔ کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ ویسے بھی غل غپاڑہ سن کر مجھے احتلاج ہونے لگتا ہے دل بہت کمزور ہے اسی لئے ریوالور بھی بغیر آواز کا رکھتا ہوں

اوہ۔۔۔۔۔ تم جو کچھ بھی بک رہے ہو اس کے لئے تمہارے پاس کوئی ثبوت بھی ہے۔

تم جھک مار رہے ہو ہار پر غرایا جن لڑکیوں کے تم نام لے رہے ہو میں نے آج تک ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھیں۔۔۔ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ۔

تو گویا میں تمہیں خواہ مخواہ پھانسنے کی کوشش کر رہا ہوں سیاہ فام آدمی ہنسا۔

تم کون ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہار پر کی زبان سے بیساختہ نکلا۔

تم کون ہو۔۔۔ ہار پر نے پھر وہی سوال دہرایا۔

تم بکواس کر رہے ہو ہار پر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

کیوں

ہار پر کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

اس سے کم پر میں قیامت تک نہیں تیار ہوں گا۔

دس پانچ کم کرلو۔۔ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے تمہیں شرمائی چاہیے اتنا کام پھر بھی تمہیں ہزار ماہانہ پر جان نکلتی ہے۔۔ میرے اخراجات بہت وسیع ہیں۔ فقط دو چار ہزار کم کر دیتا ہوں۔۔ یہ لو۔۔ یہ رہا اقرار نامہ اسے اچھی طرح پڑھ لو اتنا کہ تمہیں کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور ہمارے تعلقات خوشگوار رہیں۔

Released on 2008

پر خاش ارے۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو مسٹر ہارپر میں تو تم سے بڑی محبت کرتا ہوں  
زیادہ نہیں صرف تیس ہزار روپیہ ماہانہ پر کام چل سکتا ہے جب اکتیس دن کا مہنیہ ہو تو اکتیس  
ہزار۔۔۔۔۔ فروری جب اٹھائیس دن کا ہو تو بتیس ہزار۔۔۔۔۔ انتیس کا ہو تو۔۔۔۔۔ چالیس  
ہزار۔۔۔۔۔ شہاباش۔۔۔۔۔ تو پھر میں نکالوں نا اقرار نامہ۔

Page 69



میرے پاس قلم نہیں ہے۔

میرے پاس ہے قلم۔ سیاہ پوش نے قلم نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا،

ہار پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا،

ا ہا۔ سیاہ پوش بولا۔ نہیں دوست۔۔۔ میں وہ دستخط چاہتا ہوں جو تم اپنے چیکوں پر کرتے ہو کاروباری کاغذ پر کرتے ہو۔ جو اس ہفتے والے پیکٹ کے پرانے اخبار پر تھے۔ انہیں دستخط کی بناء پر ہی تو میں تم تک پہنچا ہوں اور ہاں آئندہ کے لیے نصیحت پکڑو۔ اپنے دستخط ادھر ادھر نہ بنایا کرو اگر اس اخبار پر تمہارے دستخط نہ ملتے تو میں قیامت تک تمہیں نہ پاسکتا۔

تم واقعی بہت چالاک ہو۔ تم سے چالاکی نہ چل سکے گی۔ ہار پر ہنس کر بولا۔ اور اپنے وہی دستخط بنادیئے جو سیاہ پوش چاہتا تھا پھر بڑے خلوص سے کہا۔ اب تو اپنی شکل دکھا دو۔

کیا ان سینکڑوں لڑکیوں نے تمہاری شکل دیکھی ہے جنہیں تم بلیک میل کرتے ہو۔ آج سے میں تمہیں بلیک میل کروں گا۔ اور تم زندگی بھر پتہ نہ لگا سکو گے کہ میں کون ہوں سیاہ پوش اس کے پیچھے کھڑا تھا جیسے ہی وہ اقرار نامے کو میز سے اٹھانے کے لیے جھکا ہر پر نے اچھل کر

تم بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ میرے ساتھ مل کر کام کرو۔ بہت فائدہ ہوگا۔ اس نے کہا۔

میں مفت کی روٹیاں توڑنے کا عادی ہوں کام مجھ سے نہیں ہو سکتا جب تیس ہزار گھر بیٹھے ملیں گے تو مزید کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تم فی الحال ایک کام کرو۔ اس کے لیے میں تمہیں پچاس ہزار دوں گا۔

ٹھیک ہے بتاؤ۔ ممکن ہے میں وہ کسی نہ کسی طرح کر ہی ڈالوں مگر آدھی رقم کا مسہ پہلے اور آدھی بعد میں۔ ٹھیک ہے۔ کام یہ ہے کہ ان تینوں لڑکیوں کو ٹھکانے لگا دو آج کل میرے ستارے گردش میں ہیں اس لیے میں یہ کام خود نہیں انجام دینا چاہتا۔

یہ کام تو میں خود نہیں کر سکتا لیکن میرے پاس ایسے آدمی ضرور ہیں جو یہ کام انجام دے سکتے ہیں اور وہ کم از کم دس ہزار کا مطالبہ کریں گے۔ اس لیے پچاس ہزار کم ہیں ہاں ساٹھ ہزار تک طے ہو سکتا ہے۔

ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ۔

اس پر دستخط کر دو۔

وہ ایک تہہ خانے میں تھا۔ لیکن یہاں کافی روشنی تھیا ورگھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہ اسی طرح بنایا گیا تھا۔ مگر تہہ خانے کے اس حصے میں سناٹا تھا۔۔۔ یہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ سیاہ پوش آگے بڑھا۔ اور دروازے سے گز کر دوسرے کمرے میں جا پہنچا۔۔۔ یہاں تین لڑکیاں تھیں اور چوتھا ہار پر تھا سیاہ پوش کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی۔ اور وہ اس پر الٹ پڑا۔ مگر سیاہ پوش نے پھرتی دکھائی اور ایک طرف ہٹ گیا اور ہار پر دیوار سے ٹکرایا۔ تینوں لڑکیاں کھڑی ہو گئیں۔ ان کے پیروں میں زنجیریں تھیں۔ وہ ایک قدم سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی تھیں۔

ہار پر پھر پلتا لیکن اس بار سیاہ پوش کا گھونسا اس کے جبرے پر پڑا اور لڑکیاں بے تھاشہ ہنسنے لگیں۔ ہار پر گالیاں بکتا ہوا فرش سے اٹھ رہا تھا۔۔۔

کیوں کو انخواہ جان دے رہے ہو۔ سیاہ پوش ہنس کر بولا۔ ابھی اتنے دن تو جیو کہ لوگ تمہاری پھانسی کی خبر سن سکیں۔

ہار پر اٹھ کر چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور ہونٹ خشک تھے۔

چالیس ہزار مہانہ۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

اسکے چہرے پر اپنا سر مار دیا۔ سیاہ پوش اس غیر متوقع حملے کے لیے تیار نہیں تھا وہ کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا چوٹ شاید اس کی ناک پر لگی تھی۔ پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ قبل اس کے کہ وہ اٹھ سکتا ہار پر نے جھپٹ کر پستول اٹھا لیا نال سیاہ پوش کی طرف اٹھی اور ٹریگر دبا دیا۔ لیکن اس میں سے گولی کی بجائے پانی کی دھار نکلی۔۔۔

دوسری طرف سیاہ پوش نے قہقہہ لگایا پھر اگر وہ ایک طرف ہٹ نہ گیا ہوتا تو پستول اس کی پیشانی پر پڑتا یہ وار بھی خالی جاتے دیکھ کر پار پر بھاگ نکلا۔۔۔ سیاہ پوش اس کے پیچھے جھپٹا لیکن وہ میز پر سے اقرار نامہ اٹھانا نہیں بھولا تھا

ہار پر کوٹھی سے باہر نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی شاید سیاہ پوش نے اس کا انتظام پہلے ہی کر رکھا تھا۔۔۔ اس نے ہار پر کو ایک کمرے میں گھد تے دیکھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔ لیکن کمرہ خالی تھا ہار پر کہیں نظر نہیں آیا دوسری طرف کوئی دروازہ نہیں تھا سیاہ پوش نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا ایسے معلوم ہوا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔۔۔ پھر وہ اس گول میز کی طرف جھپٹا جو کمرے کے وسط میں بچھی ہوئی تھی اس کا اوپری حصہ اٹھا کر وہ ہاتھوں میں گھمانے لگا اچانک ایک کھٹا کاسنائی دیا اور کمرے کے فرش میں ایک جگہ ایک چھوٹی جگہ پیدا ہو گئی اتنی چھوٹی کہ ایک ہی آدمی اس سے گزر سکتا تھا۔۔۔ سیاہ پوش بڑی تیزی سے اس میں اتر گیا۔ جیسے ہی وہ آخری زینے پر پہنچا اوپر کی خلا ایک آواز کے ساتھ بند ہو گئی۔

ہار پر ایک بار پھر اس پر جھپٹ پڑا۔ مگر اس دفعہ سیاہ پوش نے اسے اپنے سر سے بلند کر کے اس زور سے فرش پر پٹخ دیا کہ ہار پر کی چیخیں نکل گئیں۔ اب کی بار ہار پر میں اٹھنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔۔۔ وہ فرش پر پڑے پڑے ہی مغلظات اڑا رہا تھا

کیوں لڑکیوں سیاہ پوش بولا۔ کیا تم اس پر جوتے نہیں برساؤ گی؟

نہیں ہم اس کمینے کی بے بسی سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ شیلانے کہا۔

واقعی تم شریف ہو۔۔۔ اپنا سب کچھ کھو چکنے کے بعد بھی تم نے کچھ نہیں کھویا۔ سیاہ پوش نے کہا پھر رابعہ کی طرف دیکھا جو ان دونوں سے کئی زیادہ حسین تھی۔

تم اس کے ہاتھ کیسے لگی تھیں؟ سیاہ پوش نے پوچھا۔

اس نے مجھے زبردستی پکڑ والیا تھا۔ رابعہ نے مردہ سی آواز میں کہا۔

کیا اسے معلوم تھا کہ تم عادل پرویز کے ساتھ فرار ہونے والی ہو۔

رابعہ نے اسکا جواب فوراً نہیں دیا اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے۔ سیاہ پوش کے دوبارہ استفسار پر اس نے کہا۔ وہ مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ میں اس سے لومیرتج کولوں

اب تم نے عقلمندی کی بات کی ہے۔ سیاہ پوش ہنس کر بولا۔ اچھا ان لڑکیوں کی بیڑیاں کھول دو۔

تم کیا کرو گے؟

میں انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا لیکن ساٹھ ہزار۔

دے دوں گا۔ ہار پر نے کہا اور اپنی جیب تنول کر ایک کنجی نکالی دوسرے ہی لمحے وہ جھک کر ان کی بیڑیاں کھول رہا تھا۔ لڑکیاں آزاد ہو گئیں

اب تم چپ چاپ ایک جگہ کھڑے ہو جاؤ۔

کیوں؟

لڑکیوں سے تمہیں جوتے کھلواؤں گا۔ سیاہ پوش نے زہریلے لہجے میں کہا۔

لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں اور ہار پر چیخا تم ایسا نہیں کر سکتے۔

ضرور کروں گا میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں

کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹیں قابل دید تھیں۔ وہ صبح سے افسران بالا کے سامنے قلابازیاں کھا رہا تھا۔۔۔ اور سیکرٹ سروس والوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا۔ جنہوں نے اس چیز کی تشہیر کرادی تھی کہ یہ کیس انہوں نے محکمہ سروغرسا نے کو دیا ہے۔

شام کو عمران زیبا سے ملا۔ وہ آفس سے نکل رہی تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی اس کی طرف آ گئی۔

معاف کیجیے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ عمران نے بیرخی سے کہا۔

ارے۔۔۔ مجھے نہیں پہچانا اب میرے بھی ہتھکڑیاں لگوانے آئے ہو کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے؟

نہیں میرا تعلق کسی سے بھی نہیں ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ گروہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ ہو گیا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ پتلون پہننا چھوڑ دو گی۔ تم نے چھوڑ دیا اب میں کہتا ہوں کہ تم شرافت سے زندگی بسر کرو گی۔۔۔ یہ بھی تمہیں کرنا پڑے گا۔

زیبا کچھ نہ بولی وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

اج میں نے ایک کہانی لکھی ہے حاتم کی خالا کیا تمہارے رسالے میں چھپ جائے گی؟

لیکن میں تیار نہیں ہوئی۔ اس نے کسی طرح پر تہ لگوا لیا کہ عادل میرا دوست ہے

ہوں ارونا ہیدتم نے اسے کس طرح اطلاع دی تھی کہ شہلا دانش منزل میں ایک جاسوس کے چکر میں پڑ گئی ہے۔ ناہیدرو نے لگی بڑی مشکل سے اس کے حلق سے آواز نکلی۔

میں نے کیفے اٹالینو کے مینیجر کو فون کیا تھا۔

ہوں تو وہ بھی اسی کا آدمی ہے۔۔۔ خیر اب باہر چلو۔

کیا آپ وہی ہیں؟ شیلانے پوچھا۔ جو اس رات مجھے ملے تھے دانش منزل والے۔۔۔؟  
نہیں۔۔۔ وہ آدمی تو ایک عام شہری ہے۔ اس نے ہمارے محکمے کو اطلاع دی تھی۔

(18)

دوسرے دن اخبارات کا انداز چیخنے کا سا تھا۔ پولیس کی غفلت اور محکمہ سراغ رسانی کی غفلت کو جی بھر کے اچھالا گیا تھا اخبارات کو اس کا علم نہ جانے کیسے ہو گیا کہ یہ کیس

سیکرٹ سروس والوں کی طرف سے محکمہ سراغ رسانی کو سونپا گیا تھا محکمہ سرواغرسا کے

عمران نے اسے بتایا کہ وہ ہار پرتک کیسے پہنچا۔ اس سلسلے میں اسے یہ کہانی شروع سے چھیڑنی پڑی۔ کس طرح وہ لڑکیوں کے زیرے میں پہنچا تھا۔ کس طرح ناہید اور شیلایلیں اور اس کے بعد ہی سے کڑیا ملتی چلی گئیں۔ پھر بات زیبا سے گزرتی ہوئی اس پرانے اکبار تک پہنچی جس پر ہار پر کے دستخط ملے تھے۔ ہار پر صاف پڑھا جاسکتا تھا۔ اس نے ہار پر کے بینکوں میں تفتیش کی اور بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اخبار پر ہار پر ہی کے دستخط تھے

اب میں نے ہار پر کے متعلق تفتیش شروع کی۔ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ہار پر بھی اس میں یقیناً ملوث ہے۔ مگر اس وقت تک مجھے یقین نہیں تھا کہ ہار پر اس گروہ کا سرغنہ ہوگا۔ میں نے کئی راتیں اس کی کوٹھی میں برباد کیں۔ اسی دوران میں مجھے تہہ خانے کا سواغ مل گیا جس میں تینوں لڑکیاں قید تھیں لیکن میں اب بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہار پر ہی سرغنہ ہے ویسے شبہ ضرور تھا۔ لہذا اس شعبے کی تصدیق کرنے کے لیے مجھے بھی ایک بمعاش کا روپ دھارنا پڑا۔۔۔ بہر حال اس نے مجھے بھی اپنی ہی برادری کا کوئی آدمی سمجھ کر سب کچھ اگل دیا۔۔۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ

میں اسے صرف بلیک میل کرنا چاہتا ہوں بہر حال اس کے اعتراف کرتے ہی میں نے اقبال جرم کے مسودے پر اس کے دستخط لیے۔

تم دوسروں کو الو کیوں بناتے ہو؟

پھر کیا بناؤں۔ الو کے علاوہ اور کوئی رندہ مجھے پسند نہیں۔

تم آ کر ہو کیا بلا؟

ایک بگڑا ہوا رئیس۔ لیکن تم میرے متعلق کسی سے کچھ نہیں کہو گی اور نہ تمہیں بھی حماقت میں حاضر ہونا پڑے گا اور پھر تم باعزت طور پر زندگی نہ بسر کر سکو گی اس دفتر سے الگ ہو جاؤ گی اور پھر کوئی دوسرا ادارہ بھی تمہیں لینے پر تیار نہ ہوگا۔

میں سمجھتی ہوں میں کبھی کسی سے تذکرہ نہیں کروں گی۔ زیبا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عمران ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔

اس نے گھرواپس آ کر جولیا کو فون کیا۔

ہیلو۔ دوری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔ اپ نے اکیلے ہی یہ مہم سر کر ڈالی؟

ہاں یہ موقع ہی ایسا تھا۔

مجھے اس کے متعلق بتائیے؟

Released on 2008

Page 75